الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال

بزم سخن

١٢٩٨

١٨٨١

بکوشش ... رزیری تمام باہتمام حاجی محمد خان صاحب ... مدظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

فہرست تذکرۂ بزم سخن

الشعر کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال تذکره رشک چمن مسمی به

بزم سخن

۱۲۹۸ه

۱۸۸۱ء

سید علی حسن خان صاحب سلمه الله القوی المنان

بکوشش بلیغ وعرق ریزی تام باهتمام عاصی احمد خان صوفی مدظله العالی

در مطبع نامی مفید عام آگره زیور طبع پوشید

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد از که آید و نعت که سراید خوش گفته اند

محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس   خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس

کاسلیان بابِ سخن **علی حسن** نگارش مدعا را سازمیدید و ہم نفسان را آواز که امروز بر چار بالش

نازش کج نشسته با گرانمایگان برابری میخواهم و به گرامی پایگان همسری

قطره ام دعوی سحاب کنم   ذره ام لاف آفتاب زنم

الف و با ندانم از ابجد   کج نشینم به بزم اهل خرد

حرف از مدح خویش می رانم   ورنه آنم که خوب می دانم

الله الله درین بے بضاعتی سخن و قدر رایگی این گرامی فن رتبهٔ خویش فراموش نمودم و در

پهلو نقادان دوکان خود فروشی کشودم

خویشتن دانی و خود آرائی   می نوازد دہل زرسوائی

منشاء این نازش و منتهاے این افتخار جز این بیش نیست که فرمان حضرت والد ماجد عز مجدہم بران

آورد کہ تذکرہ سخن سنجان ریختہ بضبط نگارش درآید اگرچہ بندہ باین جنس گرانمایہ ارزش نداشت اما بہ فحواے الامر فوق الادب ہمت بامتثال امر برگماشت بافضال الٰہی و باقبال قبلہ گاہی در اندک زمان کار بپایان رسید و نگار امید غازۂ مدعا بر رو کشید ع
مشکلے بود بآسان بگذشت ٭ چون از نگارش نامہ فراغ یافتم بہ بزم سخن ہوسوش ساختم از ارباب بصیرت چشم آن دارم کہ اگر خطاے رفتہ باشد ازان چشم پوشند و بہ صلاح و اصلاح کوشند ہ

بیا ساقی بانداز دلاویز ... بدہ نوشینہ دارو ے طرب خیز
بیا ساقی بمستانہ ادا ے ... برآر از خاطر یاران صدا ے
بیا بگذر ز دُرد و صاف ساقی ... بدہ کز دیگران باقیست باقی
مے خواہم کہ در جام دگر نیست ... ز دُردش ہم بآشام دگر نیست
نخواہم صد ایاغ از بادہ لبریز ... بدہ جامی و لے کیفیت انگیز

دلم از کیف آن بلبل نوا کن
لبم با نغمہ خوش آشنا کن

حرف الف

آباد مہدی حسن خان فرزند غلام جعفر خان لکھنوی بر ناسخ سخن میگزرانید در سنہ ۱۲۸۶ پیراہن وجود در برکشید دیوانے گذاشتہ از وست ؎

کیا عجب شوق اسیری مین اگر منقار سے — بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیّاد کا
دل لگانے مین تو ہے جورا وٹھانے کا مزا — لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو
لطف جینے کا یہہ ہے جان کسی پر نکلے — نہ جئے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

آبرو نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک نسبت تلمذ و قرابت با سراج الدین علی خان آرزو داشت بعہد محمد شاہ قالب تہی کرد در صنعت ایہام مائل بود سخن باسلوب بایستہ برکرسی می نشاند خوش گفتہ ؎

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین — اگر باور نہین تو مانگ دیکھو

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی واز تلامذۂ مصحفی در ۱۲۶۲ جامہ گزاشت دو دیوان دارد فکر بلند و طبع ارجمند داشت از وست ولس نکوست ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا — جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری — خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
تھی آرزو کہ تجھے گل کے روبرو کرتے — ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
شب کو دم دے دیکے لیجاتا ہی کوے یار مین — مین تو تھاہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہوگیا
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا — زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

آرزو سراج الدین علی خان اکبرآبادی از تلامذۂ میر عبدالصمد سخن دہلوی در فارسی بیشتر فکر میکرد و در ریختہ کمتر در سنہ ۱۱۶۹ بہ لکھنو جامہ گزاشت و بدہلی مدفون گشت ؎

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہین	زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانے بیچ جا کر شیشے تمام توڑے	زاہد نے آج دلکے آبلے پہوڑے

آرزو مرزا علاؤالدین عرف مرزا کالے خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاه عالم بادشاه دہلی سخن بر مرزا قادر بخش صابر میگزاشت ه

نہ رو کے خون اونے بھی حسرت نکال لی	عاشق کا تو نے خون نہ بہایا تو کیا ہوا
اسپر بھی بد دماغ وہ ہوتے ہین یا نصیب	ہر چند بات کہتے ہین ہم التجا کے ساتھ

آزاد خواجہ ضیاء الدین دہلوی غیرازین بر حالش آگہی ندارم ه

کہتے ہین نعش پر تری آیا نجائے گا	لو خاک مین بھی اون سے ملایا نجائے گا

آزاد مرزا اعظم شاه پسر مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوه بہادر طبع خوشی داشت جوانے زیبا مردے رند مشرب بود شوق تصوف بر مزاجش استیلا یافته از دست ه

وہ اور ہین جنکی شب ہجران کو سحر ہے	یان شام ہوئی حشر کی اور یار نہ آیا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے	پہٹ جائیگا کلیجا کچھ بات بھی کیا کر
ہم یہ سمجھے تھے چھپائیگا گنہگارونکو	پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد کو مت پوچھو کیا اوسکا ٹھکانا ہے	جس کوچہ مین دن گذرا اون شب بھی رہا ہوگا

آزاد میر نقیر اللہ دکہنی از شعرائے متقدمین بود ه

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین	پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزرده جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور دہلی اوستاد حضرت پدر والاگہر نامہ نگار محامد جمیلہ اش ہمچو ماه نیم ماه و مہر نیمروز غازۂ شہرت بر رو دارد محتاج بیان نیست در **طور کلیم** حضرت مہین برادر زید مجدہم ترجمہ حافلہ اش مفصلاً ضبط فرموده درینجا برہمین قدر اکتفا میرود دکر اگرچہ شاعری دون مرتبہ ایشان بود و بقاعدۂ شعراء در شعر انہماک نمی داشتند اما آنچہ

فکر می فرمودند از لطافت و سلاست تہی نمی بود نبذے از گفتارش ثبت افتاد از روانی فکرتش ہویدا است ٥

مرکر بھی ہمارا دلِ بیتاب نہ ٹھیرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہہ سیماب نہ ٹھیرا

ہو نہ دامن گیر کوئی جانکر قاتل تجھے
تو بھی روتا چل جنازہ کو ہمارے دیکھکر

برگشتہ بخت جذبۂ دل تمکو آفرین
آکر وہ پھر گیا مری بیت الحزن کے پاس

اولجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خبر ہی صاحب
لگا یا ہاتہہ کس نے آپکی زلفِ پریشان کو

مختصر حال چشم و دل یہہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عالم خراب ہین نہ نکلنے سے آپکے
نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

آشفتہ میرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبر آبادی یا لکھنوی ست طبیب حاذق بود و بزم شاعرہ می آراست از میر سوز اصلاح سخن میگرفت از گفتار اوست ٥

جی تھا آنکھو نمین یا تھا دلمین
اسقدر انتظار تھا دلمین

مرگئے پر بھی ہمکو خاک ندی
آجتک یہہ غبار تھا دلمین

دمِ آخر جو ہچکی آئی تھی
وہ فراموش کار تھا دلمین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسی خراب کرے

مرگیا اک صنم پہ آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ عظیم الدین خان عرف بھورے خان از افغانان دہلی بود و سخن خود بہ میر محمدی مائل مینمود در اواخر عمر شعر و شاعری را ترک گفتہ بیاد الٰہی بر آسود ٥

پنڈت پوچھو ہاتہہ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پہر
بخت ہو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیری پھرتے ہین

آشفتہ حکیم سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات بارہا متوطن شاہجہان آباد در طب دستگاہ بلند داشتہ و کسب این فن از غلام حیدر خان کردہ و سخنوری از مومن خان آموختہ فکر بلند داشت ٥

بہت روئیے تو اپنی جان کھوئی	کسیکا ہم نے تیلا و لیا کیا
ز قتل کا خیال او نہین اور نہ موت کو	قسمت نہین کیا سند امہی مرنا لکھا نہین
جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان	اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے	ستم کو وہ بدخوادا جانتا ہے
آبلہ پائی سے یہہ رتبہ ہوا حاصل کہ بس	ہم زمین کیا آسمان پر بھی قدم رکھتے نہین
سنا تھا ہمنے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے	کئی دن ہو گئے اوسکو نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے

آشفتہ گلاب سنگھ دہلوی ساکن برزنے فریفتہ بود عاقبت برگلو خنجر کشیدہ بمرد از دست

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا	اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مرگیا
زلفون سے بھی زیادہ کیا رنج نے دلپہ جور	کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کہون
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم	شکوے سو سو زبانپہ آتے ہین

آشفتہ امرناتھ دہلوی تلمیذ تنویر جوانے رعنا بود ؎

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر	کس پہ ہوش آپنے کھوئے ہین کہان دل آیا
بھیجدو خاک پر شہیدون کے	پھینکتے کیون ہو فرش خوابکے پھول

آشفتہ حاجی منشی عبداللہ از باشندگان سلہٹ پور عبدالحمید از شاگردان حافظ ضیغم در ہر دو زبان پارسی و ریختہ مہارتے داشت ؎

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا	کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

آشوب میر امداد علی خان نقد میر روشن علیخان فروع از سادات شاہجہان آباد از بادشاہ وقت اجداد او بخطاب خانی ممتاز بودند اصلاح سخن از میر نظام الدین ممنون میگرفت بروش استاد خود سخن میگفت ؎

پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق	شوخی سے اک چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دلکو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لے آئینگے	ہائے اپنا ہی ہوا اونسے پھر آنا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین ۔ وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین

آشنا میر امیر علی ولد میر سبز مرشد آبادی از تربیت یافتگان غلام حسین آتش از وست

ہمکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا ۔ کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا میر زین العابدین خلف حکیم اصلح الدین گجراتی مسکن دہلوی موطن خان آرزو را دریافت از گفتار اوست

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین ۔ ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا منشی عبد الکریم خان از باشندگان کلکتہ بود

ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہو گیا ۔ کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہو گیا

آغا آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت دہلوی موطن کانپوری مسکن گفتارش جزین قدر دست نداد

کل اوس تلک پہونچ تو گیا تھا یہ ہمدمو ۔ کچھ مجھکو چپ سی لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

آفتاب ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ چہل و نہ سال بر سریر سلطنت دہلی حکمرانی فرمود با اہل سخن مودتے داشت فکر رفیع یافتہ از وست

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے ۔ شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ ابتو آرام سے گذرتی ہے

آگاہ میر حسن علی افسانہ خوان سلطانی درین فن دستی داشت این بیت او راست

ہان تیغ کھینچ اسے بت آتش مزاج تو ۔ مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ محمد صلاح دہلوی زمانہ محمد شاہ بادشاہ را دریافتہ او راست

پیری مین کرون سیر جہان کی تو بجا ہے ۔ دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

آگاہ سید محمد رضا عرف احمد مرزا از ساکنان دہلی اکتساب این فن از مرزا نوشہ نمود

ہجر کے ہاتھون کچھہ ایسا زیست سے بیزار تھا	غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین تیار تھا
گھر غیر کا ہو راہ مین یہہ تھی مری قسمت	لایا تو اوسے جذب محبت کا یہین تھا

آگہ پنڈت جوالاناتھہ پسر داتارام برہمن باشندۂ کلکتہ در پارسی ہم فکر میکرد اوراست

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا	دیکھتے کیا ہو تماشا کیا ہے

آہی میر عبدالرحمن ابن میر حسین تسکین دہلوی موطن اکتساب کتب درسیہ از مولوی امام بخش صہبائی کردہ وسخن سرائی از مومن دہلوی آموختہ فن معمانیکو میدانست اوراست

اوٹھے کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان	اہل محشر مجھکو یہہ مژدہ سنا کر لیگئے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر برادر خورد خواجہ میر درد ظاہر و باطنش از حلیۂ صلاح آراستہ بود بہ تصوف نسبتے داشت دیوانے و مثنوی گزاشت اوراست ؎

بیوفا تیری کچھہ نہین تقصیر	مجھکو میری وفا ہی راس نہین
یون خدا کی خدائی برحق ہے	پر یہین تو اثر کی آس نہین
مرتو چلے کہانتلک اب درگزر کرین	یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
ہردم فزون ہین کجرویان روزگار کی	کچھہ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی
کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے	سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے

اثر عبدالرزاق فرزند عبدالرحمن تمنا از سکنائے شاہجہان آباد حضرت صہبائی را باوستادی گرفتہ اشعار پر مضمون میگفت اوراست ؎

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا	باتین یہہ سب ہین اس دل الفت شعار کی
عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر	دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

احسان حافظ عبدالرحمن خان خلف غلام رسول خان اوستاد و ملازم مرزا فرخندہ بخت دہلوی مسکن طبع نیکو داشت جانب صنایع لفظی مائل بود ازوست ؎

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
خفامت ہو مجھکو ٹھکانے بہت ہین
مرتے مرتے بھی نہ اکبار تجھے دیکھ لیا

بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
وگرنہ یاد تھین ہمکو شکایتین کیا کیا
مرا سر ہے آستانے بہت ہین
اسقدر ربھی نہ مری جان قضانے چاہا

احسن اوستادی مولوی محمد احسن خلف الصدق مولوی منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری مسکن سلسلہ نسبش بحضرت صدیق اکبر رضی میرسد ترجمہ حافلاش از صبح گلشن دریاب خامہ نامہ گرد آورراز قحط فرصت یارائے آن ندارد کہ حرفے از کمالات و نبذے از فضائل او برطراز د مختصر اینست کہ سلیقۂ نظم و نثر انچہ قسمتم کردہ اند ہمہ از اثر فیضان اوست تا پائے اقامت اندرین ریاست افشردہ پنج تا مجلد در فن لغت وانشا علاوہ تصانیف سابقہ از معدن طبع برآوردہ چنانچہ درچار دانگ کمال علم شہرت برافراشتہ ونقشہا در فن سخنوری ایجاد کردہ کہ مضمون تازہ بے یاریگری فکرت از و بر میجوشد گاہے بریختہ گوئی ملتفت نشدہ الا دو چہار بار بابرام بعض احباب در عنفوان ذوق سخن اوراست ؎

اپنی غفلت سے گیا ہاتھ سے جانان اپنا
ہون مین بیمار محبت نہ سہی کوئی انیس
حشر کردیگی بپا پھر کسی رخسار کی یاد
بسا مین اسقدر اوس چشم سرمہ سا کی لئے

ہوگا کل اپنے ہی ہاتھو نین گریبان اپنا
تپش دل سے ہون خود مروجنبان اپنا
نہ دکھا تو مجھے اے صاعقہ جولان اپنا
کہ سر ہوگیا تن چشم نقش پا کے لیے

احسن مرزا احسن علی خوشنویس دہلوی از خوشہ چینان خرمن صحبت ضیا و سودا در سرکار آصف الدولہ بزمرۂ شعرا بسر می برد اوراست ؎

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن — تیرے نالونکا کوئی دن جو یہ انداز رہا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا — گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی — دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو

تم تو دل مانگو ہو یان جان تلک ہی حاضر — بات یہ بھی ہے کوئی آپکے فرمانے کی

احسن مولوی محمد احسن ابن مولوی حسن بخش متوطن کاکوری در مین پوری اقامت ورزیدہ و اوراست ؎

خال ابرو نے مار ڈالا — کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگے ہنستے تھے ہم — اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن احسن اللہ خان جہان آبادی این بیت ازوست و نکوست ؎

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا — یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احفاد سید احفاد علی فرزند میر یاد علی از خوش فکران سہسوان ضلع بدایون است از والد مستعد خود سرمایۂ علم اندوختہ و فن سخنگوئی از تسلیم سہسوانی آموختہ طبع شگفتہ دارد و اوراست ؎

ہے کیا جو تم ادبجتے ہو اہل نیاز سے — چھوڑا ہے کیا ادا نے جو سمجھوگے ناز سے

احقر غلام نبی باشندۂ دہلی پارسی بیشتر میگفت احیاناً بریختہ ہم فکری کرد و اوراست ؎

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ — ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ

احمد احمد بیگ عمزاد مرزا فاضل بیگ خان در عملیات دستگاہ داشت ؎

ہوئے جو خاک اوس کوچہ مین تو یہ آبرو پائی — لگے سو بار قدمونسے لگے سو بار دامن سے

اختر واجد علی شاہ بادشاہ اودہ امروز در کلکتہ جا دارد مثنوی و دیوانے ازوست

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا — ناتوان ایک یہ چو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر قاضی محمد صادق خان بہادر ولد قاضی محمد نعل از باشندگان ہوگلی نواح کلکتہ

از مستفیدان مرزا قتیل بود پارسی نیک میدانست و فن شعبده را ماہر بود و سوداے مہوسی در سر داشت از تصنیفات اوست تذکرۂ آفتاب عالمتاب و محامد حیدری و دیوان پارسی و ریختہ و گنج نیرنج اوراست ۵

کل بنکے شیخ مجتہد عصر ساقیا	وکہلا کے باغ سبز عذاب و ثواب کا
کہنے لگا براہِ تبختر مجہے بطنز	معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا
ہمنے کہا کہ یہہ تو ہین ہم خوب جانتے	پر کیا کرین کہ ہے ابہی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون	کیجیے نہ آپ گر مجہے مورد عتاب کا
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست	اور ہو یقین آپکے اس اجتناب کا
ہی ہو دے کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش	اور وان کوئی مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتہ ڈال کے وہ شوخ بہیجیا	دے ذائقہ زبان کو دہانکے لعاب کا
کہینچے ہنسی سے اپنا وہ منہ سے ملاکے منہ	یہہ ریش جسمین جلوہ ہے رنگ خضاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے	گر تی سنجائے جلد یہہ پیالہ شراب کا
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو	گر آپ خوف کیجیے روزِ حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام	قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اختر مرزا وجیہ الدین دہلوی نبیرۂ سلیمان شکوہ این شعر در بدایت شعور گفته ازوست

یہہ عمر اور عشق کا آزار دیکہنا	اور دلپہ پہر یہہ صدمہ شب انتظار کا

ارشد مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا اصابر اوراست ۵

صاحب ہماری جان بہی صدقہ ہی دل کو کیا	بندہ کچہ ان ہٹون سے ہٹا یا بچائیگا
غم ہجر اور اوسپہ تپ رشک رقیب	مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان شاہ علی پور جعفر علی حسرت است که سخنور معروف بود ۵

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گہر جاؤ تم	پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

اسد میر امانی دہلی مولد مرد ظرافت پیشہ بود در انوسے تلمذ پیش سودا تہ کردہ در اثنای راہ لکھنؤ از دست جور رہزنان نقد جان باخت ه

جون تون اسد کو لائے تھے اوسکی گلی سے ہم
خانہ خراب راہ مین آکر پھسل گیا

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار مرزا سپہر شکوہ ابن مرزا طہماسپ نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ عمر ہا در صحبت اولیاء کرام ماندہ بہرۂ وافی اندوخت از دست ه

پھر محو خیال رخ جانانہ ہوا ہے
پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسعد مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ ه

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھیری نہ زنار ٹھیرا

اسیر تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان خلف میر مدد علی موطن امیٹھی خوش باش لکھنؤ ست و مصحفی اوستاد او از یادگاران ریختہ گویان لکھنؤ ہمین باقی ماندہ است او راست

مسجد کو میکدہ سے نہ زاہد بلا مجھے
تعجیل کیا ہے وقت تو آئے نماز کا

مے کھینچتی ہے خوشے ٹوٹتے ہین
توبہ کے نصیب پھوٹتے ہین

شیشہ ہاتھ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

آہ سوزان سے کچھ امید ہوئی
یہہ ہمین خاک مین ملائیگی

ہوئی تکرار لیجانے مین کیا کیا جب لکھا نامہ
صبا سے نامہ بر بگڑا لڑا ہدہد کبوتر سے

بیگانہ جہان ہمین عزلت نے کر دیا
کچھ کچھ کسی کسی سے ملاقات رہ گئی

اسیر میر مکرم علی ولد میر کرم علی باشندۂ بریلی مقیم دہلی او راست ه

یہہ بھی کوئی ادا ہے کہ سو شوخیونکے ساتھ
باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کیطرف

اسیر سید نہال نبی پسر غلام نبی احقر ست نسبت تلمذ با برادر خود سید آل نبی لاغر دارد از وست ه

روز کے وعدون مین مرجائینگے ہم
یون ہی گذری تو گذر جائین گے ہم

بہتر نہین کسی سے یہ ہر دم کی چھیڑ چھاڑ
کہتے نہ تھے اسیر وہ آخر بگڑ گئے

قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط
ایسا نہو وہ جواب دیدے

اسیر گلزار علی اسیر نظیر اکبرآبادی دیوانے گزاشتہ ؎

خدا کو یاد کر اور جام بھر کے لا ساقی
غم زمانہ فراموش ہو تو اچھا ہے

اشک مولوی ہادی علی خلف شیخ حسین علی از عمائد لکھنؤ ست مشق سخن از برق بہم رسانیدہ در ہر سہ زبان مہارتے دارد ؎

دل ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

اصالت سید فضل علی از اولاد سید وارث علی باشندۂ لکھنؤ امانت مصلح کلام اوست ؎

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے
مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھے ہلا کے ہاتھ

اصغر ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ دستور ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ابن مولوی علی اکبر از تلامذۂ خواجہ آتش کشمیری الوطن و لکھنوی مسکن بود در سنہ ۱۲۶۷ طائر روانش از قفس قالب پرواز کرد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر میکرد مثنوی و دیوانے گزاشت از وست ؎

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین
تمہین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین
وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

اصغر تخلص سید اصغر علی ابن سرفراز علی نرسنگپوریست کہ درین ایام منشی سررشتہ اہتمام مطابع ریاست است در فارسی و انگریزی و ہندی مہارت دار د از وست

واہ رے شوخی کہ وہ کہتے ہین مجھسے لیکے دل
مضطرب ہو کس لئے گیا آپ کا جاتا رہا

کثرت یاس کو سو جان سے دیتے ہین دعا
آنے پاتی ہی نہین دلمین تمنا کوئی

اظهر سردار مرزا از شاگردان میرزا علیجان شفق متوطن لکهنو خوش باش کلکته این
بیت ازوست ٥

تمہارے کوچہ مین آجکی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے	خبر بہی تم نے نہ لی ہماری یہہ کوئی پتہر ہے یا جگر ہے

افسوس میر شبر علی پور میر مظفر خان ملازم نواب قاسم خان عالیجاہ از باشندگان نارنول تلمیذ میر حیدر علی حیران و میر سوز از نسل امام جعفر صادق بود دیوانے گزاشت

قفس سے چہٹنے کی امید ہی نہین افسوس	حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہہ کہنا قاصد	ہجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
دیکہتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو	وہی غمخوار جو یان آئے تہے سمجہانیکو
کچہہ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف	مدت مین تم ملے بہی تو غیرونکے گہر ملے

افسر مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا آقا در بخش صابر اوراست ٥

محبت مین صبر و شکیب و قرار	ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہوگئے

افضل سید افضل حسین خلف اسیر لکہنوی از والد خود اصلاح سخن میگیرد ٥

گلستان مین اگر آنا ہوا ہے کچہہ تو جی بہلے	ہنسو بہولونسے تم مین چہیڑتا ہون لجا کے بلبل کو
ادہر آئے اودہر صحن چمن سے فصل گل گذری	مقدر سے ملی فرصت نہ دو باتونکی بلبل کو
غذا خونِ جگر ہے جامہ اپنا رخت عریانی	عدم سے ساتہہ ہم لائے ہین اسباب توکل کو

افسون آغا حیدر براحوالش آگہی دست نداد ٥

وصل مین ہجر کا ڈر ہجر مین امید وصال	وصل مین شاد یہہ دل ہجر مین محزون ہوا
کبہی مجنون کبہی مٹی کا بنا یا فرہاد	اے صنم کہیل ہمارے یہہ لڑکپن مین سے ہے
عین مستی مین ہمین ساقی ہی توبہ کا خیال	توڑین ہم شیشہ تو آواز آئے استغفار کی

افضل سید افضل علیخان عرف سید صاحب خلف رشید قاسم علیخان قاسم

زاد بودش لکھنؤ ست و والدش مصلح کلام او از وست ؎

ہے وصف روے یار نہ تو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

جہانکتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

افضل منشی حسن یار خان بہادر المخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان از امرای لکھنؤ و از تربیت یافتگان خواجہ آتش است ؎

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے
لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین

کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر
غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان او راست ؎

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے
بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افغان الف خان مردے درویش خصلت بود زیادہ ازین آگہی ندارم ؎

پہلے قدم مین عشق کے میرا تو جی گیا
مجنون یہہ چند روز بہلا کیونکہ جی گیا

اکبر نواب محمد اکبر خان کہین برادر نواب مصطفی خان شیفتہ از تلامذہ مومن خان بود از جودت طبع در مدت قلیل مشق سخن بہم رسانید ؎

سوچیی حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال
حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا

خانہ غیر مین گر لگنے لگا جی تیرا
ہمکو بہی اور سے آتا ہے لگانا دل کا

اکبر تباہ دیکھکے دشمن کو ہنس دیا
اوس بیوفا کو مجھسے محبت کہین نہو

اکرام حکیم اکرام اللہ خان فرزند حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی بود ؎

آرزو وصل کی مٹانی تہی
کیا ہوا اگر مٹا دیا دل کو

الفت یکے از ساکنان مظفر نگر بود بیشتر ازین وقوف ندارم ؎

ہمیشہ کہتے تہے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچہ مین اوسکے ہوا بہشت نصیب

الفتی راجہ پیارے لال عظیم آبادی پارسی خوش میدانست ؎

خاکساری سے مثالِ نقشِ پا — جس جگہہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم محمد علی دہلوی از شیخ محمد ابراہیم ذوق باستفادہ پرداخت از وست ؎

نتہا تحمل اگر اوسکے نازکا تو پہر — آلم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

اماحی خواجہ اماحی مسقط الراس او دہلی ست نور چشم خواجہ آتشی در مرثیہ گوئی مہارت داشت در ۱۱۷۱ در مجلس عزا امام حسین ع از اندوہ و ملال جامۂ ہستی گذاشت ؎

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا — اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
سینہ مین جد ہر وہو ترا پہونکدے ای آہ — ٹک دل سے خبردار کہ یہہ گھر ہے کسی کا

امانت سید آغا حسن خلف الرشید میر آغا رضوی لکھنوی از شاگردان دلگیر مرثیہ گو بود جادۂ رعایتِ لفظی بسیار می پیمود و واسوخت و دیوانے ازو یادگار ست

گلوری غیر نے بہیجی جو نہین تو مینے کہا — سمجھ کے کہائیو یہہ پان ہے لگاوٹ کا
نادان کی محبت مین ہے سو طرحکا دہڑکا — دل دو ون کسی نادانکو مین ایسا نہین لڑکا
خط اونکا دیکے مجھکو نامہ بر دبیٹھا اگالی — کہا مین نے یہہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے
جی چاہتا ہے صنعتِ صانع پہ ہون نثار — بت کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کرون
رفتار کے چلن سے غضب دل لبہا لیئے — چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیئے

امراؤ علی خان نام متوطن کول و مقیم اکبرآباد از علم بہرۂ نداشت اما فکر بلند نصیبش کردہ بودند او راست ؎

دو پہول گر کسی نے چڑہا کے اوڑا دیے — بادِ صبا کو گورِ غریبان سے لاگ ہے
نزع مین دیکہا تو بولے ضعف آیا ہی اسے — مرگ تک ہمسے رہین کافر کی ٹہٹے بازیان

امیر نواب علی محمد خان از افاغنہ دہلی بود و پیوند تلمذ بہ قیام الدین علی قایم داشت انجمن مشاعرہ می آراست ؎

ہاے شوخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جائے ہے

بس مین آیا جو تمہارے اوسے چاہو سو کرو | کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری مین

امیر منشی امیر احمد خلف مولوی کریم احمد لکھنوی سلسلۂ نسبش تا حضرت شاہ مینا قدس سرہ منتہے میشود زانوے تلمذ پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ آما یقین نامہ نگار آنست کہ کہ از استاد خویش گوے سبقت ربودہ امروز در رامپور باوستادی کار کیار آنجا بتہج و مسرور ست ترجمہ و کلام شان مفصلاً در طور کلیم گذشت از انجا کہ او از گرامی شعراء این زمان ست نبذے ازان ثبت افتاد او راست ہ

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی ہے یاد دلمین خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتون کا خون کیونکر
جو چپ رہی گی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہملوگ شمار صف محشر سے بڑھینگے

کریگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون

دیر مین کون ہے کعبہ مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر پہ تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے مری جان جگر کسکا ہے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ ہو محشر مین
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامان پر

گلا کٹوا مرے لیکے ای دل پھر کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

مین جب کہتا ہون اوس سے مجھکو تری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر

ندامت سے عبث یہ ابدان خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

انجام عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی از تلامذۂ رشادت پیوند مرزا بیدل بود و با سلاطین صفویہ قرابت داشتہ در ۱۱۵۹ھ بدیوان عام دہلی از زخم سنان وفات یافت او راست ہ

نعش میری دیکھکے مقتل مین یون کہنے لگے ‌‌ ‌ کچھ تو یہہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص مرشد آبادی مولد لکھنوی مسکن از ہواخواہان نواب سعادت علی خان بہادر بود چندے از مصحفی باستفادہ پرداخت سپس انحراف ورزید در ہر فن دستگاہ کامل میداشت علی الخصوص در سخن مذاقے خاص بہم رسانیدہ کہ دیگران را از وے نصیبے نبود از وست ؎

آبخورے برف کے انشا کو بھیجے آپنے ‌ ‌ ‌ اسکے یہہ معنی کہ تو نقشہ تمہارا جمگیا

گرچہ مے پینے سے کی توبہ ہی مینے ساقی ‌ ‌ ‌ بھول جاتا ہون مگر تیری مدارات کیوقت

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر ‌ ‌ ‌ فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر

کی مینے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی ‌ ‌ ‌ میری طرف سے اپنے وہ منہہ کو موڑ بیٹھے

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ‌ ‌ ‌ لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

گر یار مے پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے ‌ ‌ ‌ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھہ ولی نہین

غصہ مین ترے ہمنے بڑا لطف اوٹھایا ‌ ‌ ‌ اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی ‌ ‌ ‌ لا ہاتھ ادہر دیکھہ بہت دور کی سوجھی

دو گھڑی دن سے کہا مینے کہ کیا ارشاد ہے ‌ ‌ ‌ سنکے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

انیس میر ببر علی ابن میر مستحسن خلیق نبیرۂ میر حسن متوطن دہلی و مقیم لکھنو بود در مرثیہ گوئی شہرۂ آفاق است و در مرثیہ خوانی ہم یگانہ و طاق اما بر دیگر اصناف سخن دستی نداشت از وست ؎

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ‌ ‌ ‌ آجکی شب تو نکل جاے مرے قابو سے

انیس امیر الدولہ نوازش خان از باشندگان دہلی بود نسبت تلمذ بمیر ممنون داشت اوائل در سخن گوئی مہارتے بہم رسانیدہ آخرش ترک کردہ از وست ؎

آہ یہہ کسکی یادگاری ہے ‌ ‌ ‌ آج جو دلکو بیقراری ہے

باء موحّدہ

باقی مولوی سید عبد الباقی خلف مولوی سید سراج احمد النقوی السهسوانی در علوم عربیہ مہارتے دارد گاہے ماہے در کوے سخنوری پا میگزارد ام وز ملازمت ریاست بھوپال اوقات عزیز خود بسر می برد او راست ؏

بڑھا جب دستِ وحشت آستین سے	کہین سے جیب لی دامن کہین سے
الماس گر نہین تو نمک ہی بھرا رہے	زخموں سے چھیڑ چھاڑ کا کچھ تو مزا رہے

بحر شاعر مجہول الحال است از گلشن بیخار بیتے بر داشتہ آمد ؏

سو دلتین اوٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے	تم نے نہ اپنا بھید بتایا تو کیا ہوا

بحر شیخ امداد علی ابن شیخ امام بخش از سخنوران مستعد لکھنؤ بود و ناسخ استاد او در علم عروض و قوافی ید طولےٰ داشت دیوانے ازو یادگار است ازوست

بتو خدا پہ نہ رکھو معاملہ دل کا	بُرا بھلا یہین ہو جاے فیصلہ دل کا
کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد	بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر
جان نکلے ہجوم غم مین کیونکر +	کچھ بھیڑ مین چھٹے تو راستا ہو +
جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے	ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین
بعد مدت مقرِ وعدہ خلافی وہ ہوا	کھل گیا قفل دہن یار کا جھوٹا ہو کر

بادر مرزا ابلاقی فرزند شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی تلمیذ مرزا پیارے رفعت از افکار اوست ؏

اب تک بھی میرے وا نہین ہوتے کہ کچھ گرہ	منہہ دیکھتا ہون مین دم گفتار آپکا
اپنی ہی پرسش مین ہوگا ختم وہ ہنگامہ سب	گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا

گھٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا	ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ	سیر اجانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے
تو نہ آتا تری آواز تو آیا کرتی	گھر ہی قسمت سے ترے گھر کی برابر نہوا
چارہ گر کھینچ لے اس دلکو بھی پیکان کیساتھ	گر یہی دل ہے تو دل ہی نہین درکار مجھے

بدر میر بدرالدین از نام آوران کرنال بود گویند کہ از شجاعت و تہور نصیبے وافر داشت اوراست ہ

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کیساتھ	دمبدم سینہ سے آنکھون مین چلا آتا ہے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر فرزند مرزا کاظم علی از تلامذۂ رشادت پیوند شیخ ناسخ در سنہ ۱۸۵۵ع ہمراہ رکاب واجد علیشاہ در کلکتہ فرود آمد و ہمین جا نقد جان بہ اجل سپرد دیوانے ازو یادگار عالم ست ہ

پردہ تو پردہ اور سنو لن ترانیان	آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے
دیکھیئے حالتِ دل درد سے کیا ہوتی ہے	روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کر	جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

برق قاضی نجم الدین ساکن سکندرآباد فکر صائب دارد اوراست ہ

کیا کیا اوڑی ہین جیب و گریبان کی دھجیان	ہاتونسے جبکہ یار کا دامن نکل گیا
ہم سمجھتے تھے کہ جنت مین لگے کا کیا جی	بار سے کچھہ اوسمین تو نقشہ ترے گھر کا نکلا
رشکِ رقیب حسرتِ وصل آرزوی مرگ	صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

برکت برکت علی خان از خاکدان خیرآباد است زمانے بہ مختاری راجہ پٹیالہ گذرانید آخر الامر بسبب اتحاد ناظم دہلی مرجع و نائب ارباب دہلی گشتہ روانی از کلامش پیداست ہ

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو	نالۂ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹھیرا ہے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

بسمل محمد عبد الحکیم ابن حکیم پیر بخش برادر زادۂ صہبائی در پارسی مہارتے تمام و در ریختہ دستگاہ تمام دارد سخنگوے ذی اعتبار است و شاعر پختہ کار او راست

نہ اتنا بدگمان ہو تو نہ تڑپینگے نہ تڑپینگے — خدا کیواسطے منہہ کھول زخمو نپر نمکدانکا

تعجب ہے تمہاری شانسے کچہہ حال تو کہیئے — کہان تم حضرت بسمل کہان رستہ بیابانکا

لائے گا سرپہ دیکھیئے کیا کیا قیامتین — رخ سے یکایک اوسکا اولٹنا نقاب کا

دیر و حرم مین جاکے جو دیکھا بچشم غور — پایا کچہہ ایک رنگ عذاب و ثواب کا

شیخ مے کو برا بتاتے ہو — اسکا تمکو مزا چکھائینگے ہم

بسمل سید جبار علی رئیس چنار گڈہ در سرکار راجہ بنارس متعلق بود از وست

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا — انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے — گویا اسی لئے مرے منہہ مین زبان ہے

بسمل حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش از باشندگان دہلی و تلامذۂ مرزا صاحب او راست ؎

نہ آویگا یہانتک اور نہ مطلب دلکے ہوینگے — نہ سمٹیگا قیامت تک کبھی دامن تمنا کا

نیم بسمل کیون نہ مجھکو چھوڑتا ہنگام ذبح — یار کو میرے تڑپنے کا تماشا ہو گیا

ہم گئے تھے دلکو لینے وہ طلب کرتے ہین جان — دلکو کیا روتے تھے ہم اب جانکا رونا ہو

دل تو نے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا — اس ناز کی ہین بوجہہ یہہ کیونکر اوٹھا لیا

بسمل مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی از بہرہ اندوزان خرمن صحبت آتش بود دیوانے گزاشتہ ؎

جفائین سہتے ہین جور وستم اوٹہاتے ہین
ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین

نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے
کہ لگجاتا ہے آسانی سے اور چھٹنا ہی مشکل ہے

بلند صفدر علی بیگ فرزند مرزا افضل علی بیگ باشندۂ دہلی اصلاح سخن از مرزا صابر میگرفت در سپاہ دستگاہے قوی داشت او راست ٥

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر
غیر سے دہیان ہے سوا اپنا

کچھ نہ کچھ ایذا رہی ہی سوز غم کے ہاتھ سے
مٹگیا گر آبلہ اک داغ پیدا ہوگیا

سنئے کیا ناصحونکی باتونکو
اب وہ اپنا نہین دماغ رہا

توبہ تو مدت سے کی تہی ہمنے پر اے محتسب
ہوگئی مے کی ہوس کچھ ابر و باران دیکھکر

سیکڑون بندۂ خدا ایسے
ان بتونکے ہی گھر خدائی ہے

بنّو نام زنے خانگی از سکونت ورزان شاہجہان آباد از حلیۂ حسن وجمال آراستہ بود بیتے ازو بدست آمد ٥

موت پر بس نہین چلتا ہی کرون کیا ورنہ
تو نہین ہے تو نہین زیست گوارا مجھکو

بہادر رن بہادر سنگہ نقد فتح بہادر سنگہ از باشندگان اکبرآباد است وتلامذۂ مرزا حاتم علی مہر ٥

ایک دم بہی جدا نہین ہوتا
کیا محبت ہے درد کو دل سے

بہار منشی ٹیک چند جامع لغات بہار عجم از اقامت گزینان دہلی بود وبا سراج الدین علی خان آرزو نسبت تلمذ داشت او راست ٥

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین
کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین

بہار مرزا علی خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی بیشتر در مرثیہ گوئی انہماک داشت واحیانًا بہ تغزل ہم میل میکرد در رشک کربلائی باصلاح گفتارش می پرداخت

روکون حضور کو مین یا تہام لون کلیجہ
پہلو سے آپ اوٹہے اک درد اوٹہا جگر مین

بیان خواجه احسن الله دهلوی مسکن از تلامذهٔ مرزا مظهر رح بود با مولانا فخر الدین رح باستفاده باطنی پرداخت در حیدرآباد تعلق ملازمت داشت از انجا بعدم آباد شتافت از نتایج افکار اوست ه

قفس میں میں ہائے کے لیے کیا کیا نہیں کرتا	تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی	ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشیں	شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی

بیباک میر نجف علی عربی موطن کولوی مولد از احفاد امام موسی کاظم سفا بود و با مصحفی واسطهٔ تلمذ داشت او راست ه

ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے	روز کے انتظار نے مارا
داد خواہوں سے گھر گئے رستے	اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب خداوردی خان از شاگردان میر نظام الدین ممنون و گاہے ظریف ہم تخلص می نمود او راست ه

مجھ سے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکے	قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب عباس علی خان ابن نواب عبد العلیخان از نواب زادگان رامپورست امروز جهان آباد از نور وجودش منورست از مومن خان سرمایهٔ استفاده اندوخته ه

داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم	یہ نظر آئی ہے طول شب ہجران مجھکو

بیخواب تخلص شاعریست که گوشه از حال او اطلاع رونداد ه

مدعا تجھکو یاں نہ آنا تھا	روٹھنے کا بھی اک بہانا تھا

بیخود سید ہادی علی ولد میر ناصر علی سحر از خواجه وزیر باستفاده پرداخت و در لکھنؤ اقامت داشت مثنوی و دیوانے گذاشت ه

نہ تمہیں رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو	تم بھی مجبور ہو بندہ کا بھی لاچار ہے دل

جدا ہو نہ پہلو سے اے درد عشق — بہلتی ہے تجھسے طبیعت مری
کیا مین نے شکوہ تو برہم نہو — تمہین نے بگاڑی ہے عادت مری

بیدار میر محمد علی معروف بہ میر محمدی دہلی نژاد بود و بہ تلمذ مرتضی قلی خان فراق بہرہ یار بود و آنانکہ از تلامذہ ثناء اللہ فراق نوشتہ اند بہ غلط رفتہ اند وے در اکبر آباد قالب تہی کرد گفتار ریختۂ او یادگار روزگار است ہ

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن — جی سے نہ ترے غبار نکلا
بھرا نہ مثل نگین زخم یہہ مرے دل کا — کہ تا ہمیشہ سے ہے نام میرے قاتل کا
ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین — ورنہ یہہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین
شکوہ کم نگہی آنکھونسے اوس کے نکرو — گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھہ
اتبک مرے احوال سے وان بیخبری ہے — اے نالۂ جانسوز یہہ کیا بے اثری ہے
ربط جو چاہئے بیدار سو اوس سے معلوم — مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل حکیم غلام حسین ابن خواجہ محمدی خان باشندۂ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان این چند اشعار از افکار موزون اوست ہ

جان تو ہو کے خفا جب مرے گہر سے نکلا — ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
دل کر چکے پہلے ہی نیاز غم فرقت — اب کیا ہے ادہر قصد جو ہے ناز و ادا کا
بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل — تمہین یہہ دن لگے قدرت خدا کی

بیمار شیخ علی بخش از مشاہیر سخنوران سنبھل مراد آباد بود از مصحفی باستفادہ گفتار پرداخت سلسلۂ ملازمت بہ رامپور افغانان داشت اوصاف او مستغنی از بیانست پرواز طائر خیالش بالاتر از گمانست قوت بیان و لطف زبان او اگر از میر و مصحفی بیش نیست اینہم نتوان گفت کہ کمتر است ہان تقدم زمانے و تجدد زبانے چیزے دیگر است از نغز گفتار اوست ہ

لب جو کون سیر کو آیا	موج منہہ چومتی ہی ساحل کا
جس کسی نے دل دیا اونکو چھپے چوری دیا	ایک مین کمبخت نادان تہا کہ رسوا ہوگیا
موت سے بہاگنے لگے بیمار	کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
نصیب ہمکو ملا سنگ رہگذر کا سا	کہ ٹہوکر وہین رہا سر کا عمر بہر کا سا
مسجد مین پی شراب پڑہی دیر مین نماز	بیمار کو شعور کسی بات کا نہین

تاء فوقانی

تابان میر عبدالحی دہلوی از شاگردان سودا بود و از اولاد موسی رضا عالی نژاد شمع جمال او بود دہانے عقیدتمند کمال او و زعفران شباب چہرۂ ہستی در نقاب عدم پوشید از وست ؎

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین ہی وصل کا	ہرگز کسیطرح مجھے آرام ہی نہین
بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی	مجھے بات کہنے کی طاقت کہان ہے
کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے	کب آئیگی یارب قیامت کہان ہے

تابش محمد جعفر اله آبادی موطن دہلوی مسکن علایق دنیوی را یک گوشه نهاده گوشه نشینی ورزیده سخن دلپذیر میگفت ؎

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے	توبہ کچھ ہمکو سازگار نہین
دلمین خوش ہین عدو پرائے تابش	وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تپش یوسف علی از خوش سوادان دہلی با مرزا قادر بخش صابر نسبت تلمذ دارد از نتیجهٔ افکار اوست ؎

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا — اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دی — روز کے جھگڑے سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا
بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہمدمو — آتا ہے رحم اس دلِ ناکردہ کار پر
اک روز اے تپش کوئی آفت اوٹھائیگا — حسرت سے دیکھنا یہ اودھر بار بار کا

تپش مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا محمد جان بن مرزا یوسف بیگ اصلش از بخارا است و مولد او دہلی سید جلال بخاری از بزرگان اوست میر درد را تلمیذ رشادت پیوند است ہمانا ذہنش رسا است و فکرش بلند او راست ؎

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہین صیاد — لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری
کس کی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

تجلّی میر محمد حسین و بقولے میر حسن المعروف بہ میر حاجی خلف میر محمد حسن کلیم میر تقی را ہمشیرہ زادہ و تلمیذ رشید بود در دہلی نشو و نما یافت و از ہمانجا بعدم شتافت طبع جولان و فکر رسا داشت مثنوی لیلی و مجنون از فارسی بریختہ آوردہ از وست ؎

مری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم — یہ سر یہ تیغ ہے لے ابتو اعتبار آیا
عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث — وہ بچارا کبھی اوس کوچے مین آیا نہ گیا
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آگئے تو اب رات کم ہوئی
حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا — وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

تجمل حکیم تجمل حسین خان دہلوی منشا فرزند نواب غلام رسول خان از تلامذہ آغا جان عیش بود ؎

بعد فنا جنازہ پر آیا نجائے گا — اودن سے تو خاک مین بھی ملایا نجائیگا

تجمل از شعرا لکھنؤ بودہ است بر نام او آگہی ندارم بیتے از وے شنیدہ آمد ؎

جبکے گھر لیکے مین یہ دیدۂ تر بیٹھ گیا — اوٹھتے اوٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تحیرؔ غلام مصطفی یا صرف مصطفی علی اختلاف الاقوال فرزند شاہ رفیع الدین قدس سرہ از گرامی نژادگان دہلی بود اما برعکس خانوادہ خودش از علم و فن چندان حظے نداشت گاہ گاہ در سخن فکر میکرد ہ

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانیکی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسینؔ محمد حسین خان دہلوی مالک مطبع مصطفائی طبع ہموارہ دارد او راست

جب بت سے نہ راضی ہون تو بتخانہ سے کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے
اگر نہین ہے تجھے ذوق میکشی تحسین	تو تیرے ہاتھ مین یہہ ساغر و سبو کیا ہے

ترقیؔ اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر بن سید محمد امین خان نیشاپوری متوطن فیض آبادی مسکن از شاگردان میرسوز بود دیوانے گذاشت ہ

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست	آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے
اوس نے تو دکھہ یہہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے	پر مزا مین نے یہہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلیؔ ٹیکا رام ولد گوپال رائے بخشی وزیر الممالک وطن اصلی او اٹاوہ بود و مولد او لکھنؤ در پارسی بمرزا فاخر مکین و در ریختہ با مصحفی مشورت داشت او راست ہ

گو دلمین خفا ہے تو پر اس بات کو نادان	کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھہ ہے	فائدہ امتحان مین کچھہ ہے

تسلیؔ میر شجاعت علی دہلوی مولد از تلامذہ نصیر بود در اواخر عمر لذات دنیا را ترک گفتہ ہ

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین	ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

تسلیمؔ شیخ مہدی بخش از سکنائے سارن پور شاگرد الفت حسین فریاد دیوانے دارد

ہمارے داغ دل اور چشم گریاں دیکھتے جاؤ	چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم حاتم خان از افغانان رامپور ست و در زمرۂ تلامذۂ شیخ علی بخش بیمار مشہور طبع سلیم و ذہن مستقیم دارد او راست ؎

پہلے اے غنچۂ گل ہو نہ تو ذرا منہ والے	کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم شیخ امیر اللہ خلف مولوی عبد الصمد فیض آبادی نسیم دہلوی باصلاح گفتارش پرداختہ در مثنویات نصیبے وافر از ان اوست و در نستعلیق خطاطے ست ممتاز مثنوی شام غریبان یکسرہ ملاحظہ نمودم لطفیکہ بخشید نتوانم گفت گویند کہ وے امروز بملازمت سرکار والی رامپور بسر می برد از وست و خیلے نکوست ؎

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا
ہیں عاشق اپنے مطلب کی کہیں گے	تمنا کیا ہماری مدعا کیا
اک دور سری میں نہ گل ہے نہ یہ چمن	پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

تسلیم منشی محمد انوار حسین ابن منشی احتشام الدین از نام آوران سواد سہسوان ست از مدتے اقامت لکھنؤ ورزیدہ در فن تاریخ گوئی عدیم المثل ست اصلاح سخن از بیمار می گرفت اکنون مصلح گفتار دیگران ست بسوے پارسی بیشتر میل خاطر دارد شنیدم کہ کلام ریختہ خود را بر تلامذہ قسمت کرد او راست ؎

مانند ابر اشک سے دامن بھگوئیں کیوں	اک بوند آبرو بہا و سے ہم ڈبوئیں کیوں
بہتر ہے مر رہیں کہ ٹلے سر سے بار عشق	انصاف کی ہے بات کہ بیگار ڈھوئیں کیوں
مجھسے وحشی زیادہ سمجھے آپ	قدر دان شاخ کیا ہرن میں ہے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد میر حیدر قاتل فرخ سیر بود سخن بمشورت شاہ نصیر و مومن خان می گفت در سنہ ۱۲۶۸ھ انفاس زندگانی بسر برد از بلند خیالات اوست ؎

ہمکو ہر دام مین لازم ہے پہنسانا دل کا
سیکہے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا

وحشت اب لاتی کوئے بہا گیگی
تنگئے گور سے گہر یاد آیا

کوچۂ یار مین مین نے تسکین
پاؤن رکہا تہا کہ سر یاد آیا

سہل سمجھے ہوا سکا آجانا
تمنے تسکین دلکو کیا جانا

قاصد آیا ہے وہانسے تو ذرا تہم تو سہی
بات تو کرنے دے اوس سے دل بیتاب مجھے

دل لگے جاتے ہی چلی جان یہہ جلدی کہ نپونچے
صبر بہی چند قدم پیچہے رہا جاتا ہے

دیکہتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

تشنہ محمد علی در دہلی توطن دارد مرزا جان عیش و ذوق را اوستاد خویش می شمارد از دست اوست

ہون وہ لب جو کہلین شکوۂ جفا کے لئے
وہ ہاتہہ ٹوٹین جو اوٹہین کبہی دعا کے لئے

ہوئی تہی ایسی کہانکی صفائی اوس بت سے
کہ آسمان نے عوض خاک مین ملا کے لئے

تصور نبی بخش نواسۂ شاہ نصیر دہلوی در عین شباب بعدم آباد راہ بر داشت از دست اوست

کس نے کہا تہا تمہ سے تصور کہ اوس سے مل
دل اپنا دیکے آپ تو مجبور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر
چور کو آتے نہین دیکھا کبہی ہشیار پر

تصور سید حیدر حسن خان باشندۂ بلدۂ پنکوڑا سلسلۂ نسبش تا امام زید شہید میر سد رحمۃ اللہ علیہ باجرأت تلمذ داشت بعض ارباب تذکرہ بجاے حیدر حسن احسان حسین ولد حیدر حسین نگاشتہ اند واللہ اعلم از دست اوست

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے
وہ اودہر رونے لگے اور ہم ادہر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکہین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرمجوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

تصویر بتن از باشندگان دہلی بودہ از انقلاب زمانہ پیشۂ پنجہ بندی ذریعۂ معاش

خود کردہ اگرچہ نا خواندہ بحث بود اما فکر رفیع و ذہن رسا داشت ؎

فدا نا آشنائی پہ تو ہین لاکہون دل و جان سے	اگر وہ بت کسیکا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا
گر آج بہی نزاکت آنے تمہین ندیتی	کچہہ اور تہا ارادہ یان جان ناتوان کا
ہمکو کرنا ہی نہین شکوہ بیجا و بجا	اب تمنا ہی تری دلسے اوٹہا دیتے ہین
مین باز آیا تمہاری دوستی کی ان نگاہون سے	مجہے بہی یون ہی دیکہو دیکہتے ہو جیسے دشمن کو

تعشق مولوی سید محمد از اکابر شاہجہان آباد بودہ در علوم متداولہ دخل شکا ثر داشت و بفن طب قدرت واز سخن بر حکیم قدرت اللہ خان قاسم عرض می نمود واراست

تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کسدن میرے گہر آیا	سدا سنتے رہے یون ہی کہ شام آیا سحر آیا
کس پری سے ہے تعشق گر مجوشی اندنون	پہر فزون ہمکو نظر آتی ہے وحشت آپکی

تمکین میر سعادت علی عظیم آبادی موطن دہلوی مسکن از وست ؎

درد و غم رنج و اضطراب و قلق	حال کیجے بیان تو کس کس کا
نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم	راتدن بیقرار رہتا ہون

تمکین مولوی غلام بتول خان خلف مولوی غلام رسول خان بہادر زاد بومش میدنی پور بر عہدہ ہاے جلیلہ از سرکار انگریزی سرفراز گشتہ این بیت از وست ؎

لن ترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچہہ نہین	اوس ستمگر نے سنا ہے جیسے قصہ طور کا

تمنا تخلص شخص مجہول الحال است جز اینکہ از باشندگان کلکتہ است اطلاع ندارم

صبا یہہ کہنا خدا بچالے فقط ہین اب آخری سنبہالے

گزرتے ہین نازا وٹہانیوالے جو دیکہنا ہو تو آکے دیکہو

سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے بڑہ کے کاروانسے

قدم اوٹہا کے چلو بیانسے کہ یہہ جگہہ ہے رداروی کی

تنویر خدا بخش خان دہلوی مسکن از شاگردان قطب الدین ہمراز ابو ظفر بہادر شاہ

بوده است ٥

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یون ہی چلوگے وان بہی جو دامن سنبہال کے

تنہا محمد عیسیٰ مولدش دہلی و منشاش لکہنو ست اکتساب سخن از مصحفی کرده او ست

غیر سے شکوہ مرا بس دیکہی دانائی تری — مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

توقیر عبد القادر پنجابی الاصل دہلوی مسکن مردے ظریف و لطیف طبع بوده ست

توقیر دل رمیده پہر آواره ہوگیا — کس نے سنا دیا اوسے موسم بہار کا

مجہکو کیون دیکہا بت نا آشنا کو دیکہکر — ناصحو دیکہو کہ کچہہ کہنا خدا کو دیکہکر

انتظار نامہ بر مین اسقدر بیہوش ہون — جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکہکر

تہور مرزا غلام فخر الدین برادر مرزا صابر بود با حافظ عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ داشت و گاہے از مومن اصلاح سخن میگرفت در آغاز جوانی نقد جان باجل سپرد

سنتے ہی نام غیر تہور بہی ہے غضب — اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہوگیا

اب ہے کیا باقی جو ہی کاوش تری دست جنون — چاک داماں ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا

پہر خدا لائے اوسے یاد تن بخیر — کیا تہور بے تکلف یار تہا

تیمور مرزا سعادت سلطان دہلوی ابن قادر بخش تلمیذ مرزا صابر و احسان ست ٥

اس ساده مزاجی پہ بہی مرتے ہین ہزارون — اللہ رے عالم ترے بیساختہ پن کا

ثاء مثلثہ

ثابت شیخ ثابت علی فرزند شیخ محمد علی ساکن نواح پورب ملازم راجہ بہرت پور بود او راست ٥

آئینگی کسیکی کیا شنی ہے — جان لب پہ ٹہر گئی ہے آکر

ثاقب مرزا مہدی ابن مرزا انور علی بیگ شاگرد تلمیذ و اوستاد محسن الدولہ ہ

نکیونکر صاف ہون بعد شہادت مین ستمگر سے	غبار دل مرا قاتل نے دہویا آب خنجر سے

ثاقب نواب شہاب الدین احمد خان خلف ارشد نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو تلمیذ رشادت پیوند مرزا غالب سخن عاشقانہ میگفت ہ

نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین	بڑے تجربے ہمکو حاصل ہوئے ہین
چیر کر سینہ کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد	اک چہری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتہہ
فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹہائیے	اس چندروزہ زیست مین کیا کیا اوٹہائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیغمی	یہہ روئیے کہ شورش دریا اوٹہائیے

ثبات مہر علی متوطن بڑہانہ مقیم دہلی از دولت جمال و کمال بہرہ وراست از قوت حافظہ ہمہ کلام میر و سودا نوک زبان وارد اوراست ہ

دیکھا مجھے تو ہو کے خفا غیر سے کہا	اس بزم مین ہر ایک کو آنا نچاہیے
کہل جائیگا وہان کسی نا کسی پہ راز عشق	اے دل اس اضطراب سے جانا نچاہیے

ثمر احمد سعید فرزند سعد اللہ خان از ارباب دہلی ست علاوہ فن سخن از علم فقہ بہرہ تمام دارد از وست ہ

مثال آئینہ ہمسے کہلی حقیقت حسن	کہ ہمکو دیکھہ کے اپنا تجھے غرور رہا
نگاہ گرم کا ہی تیری کہہ اثر او لٹا	کہ غیر پر پڑی اور دل جلا دیا میرا
نگاہ مست سے ساقی کی یہہ سرور رہا	کہ دل سے حسرت مے کا خمار دور رہا
خلش مژہ کی نتہی کم کہ پیرے زخمونپر	تبسم لب دلبر نمک فشان ہوتا

جیم تازی

جانصاحب میر یار علی بن میرامن لکھنوی از ارشد تلامذۂ عاشور علیخان بہادر ہمہ در ریختی فکر میکند (یعنی بر دیگر صنف سخن قادر نیست مگر در فن خود نظیر ندارد اگر راہ انصاف پویند غیر ازین نگویند کہ اندرین باب از رنگین و انشا بیش قدم است وے از مدتے بقدردانی رئیس در رامپور پاے اقامت افشردہ او راست ؎

شانمین اللہ کی مطلع وہ ہو دیوان کا — جیسے بسم اللہ یہاں تک ہے ہوا قرآن کا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ — برسون کے بعد پھر وہی الّو نظر پڑا
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے جب چلے آئے — کسیکے گھر مین کوئی بخطر نہین آتا
یہہ بدگمان ہے دل اوس نگوڑے نٹ کھٹ کا — لگا یا مینے جو سرمہ موئے کا دل کھٹکا
مجھے نفرت ہی صورت سے نگوڑے جانصاحب کی — وہ اوسکی شکل کیا ہے ای بوا قربان کی صورت

نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈیکو گھرمین ڈالا
بنا یا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنے ڈھا کر

ایک پر بیٹھہ رہون اور کسی سے نہ ملون — ایسے بندی نے کئی ہی نہین اقرار کہین
پاس اوسکے گر نجاؤنین تو لوگو کیا کرون — چین ہی لینے نہین دیتا نگوڑا دل مجھے

جانی بیگم جان عرف بہو بیگم اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر از گفتار اوست ؎

دل جس سے لگا یا وہ ہوا دشمن جانی — کچھہ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

جرات شیخ قلندر بخش فرزند حافظ امان دہلوی اقامت گیر لکھنؤ بود جعفر علی حسرت اوستاد او در موسیقی دستگاہ کامل داشت در نوزدہ سالگی بصارتش زائل گشتہ بنا برعلیہ خانہ نشینی گزید سخن بر اسلوب شایستہ میگفت الحق اوستاد قیامت کار است و خداوندگیتی ریختہ گفتار در سنہ ۱۲۲۵ھ ازین کشاکش آخشیجان وارست از نادر گفتار اوست ؎

کیا کہین وصل ہوئے پر بھی زبان سے اپنی — حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ہے حال ابتو یہہ ترے بیمار ہجر انکا
دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچہہ اور
دلکو تمہارے ہوچکا سا ہی کیون کہہ تو سہی

کیا لڑکپن کا ہی عالم اوس بت نادان کا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گہر سے

ناصحو آپ مین جرأت نرہا

ق

کیجو زمین سے قبر برابر مری کہ مین
کل واقف کار اپنے سے کہتا تہا وہ یہہ بات

کیا جانیئے کمبخت نے کیا ہمیہ کیا سحر
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اثر زدین

جو دیکھا مضطرب مجہکو تو محفل مین کسی سے وہ
طفلان اشک کو دین آنکھو نمین کیون نہ گہر ہم

ندیا مینے جو ہمدم تری باتون کا جواب
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین

زبس وہ آپکو بیمثل سمجہے ہے زمانے مین
نہین دہیان سے بات سنتے کیکی

رقیب کو جو بٹہاتے ہو مین سمجہتا ہون
ندیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتہہ

گر گہبرایا نہین ہے تم نے دل
دل وحشی کو خواہش ہے تمہارے در پہ آنیکی

کہ جس نے کہولکر منہہ اوسکا دیکھا بس وہین ڈہ گیا انکا
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے غبارہ کا

اک تار بندہ گیا ہے فقط آہ آہ کا
جرأت اک بات بہی کرنا تجہے دشوار ہی کیا

بہولی بہولی صورت اور اوسپر وہ بالا کان کا
مزا دکہلا رہا ہے اندنون دیوانہ پن اپنا

اب سمجہکر اوسے سمجہائیے گا

کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا
جرأت کے جو گہر رات کو مہمان گئے ہم

جو بات نتہی ماننے کی مان گئے ہم
کس کس مزیکی باتین اپنی زبان پر ہین

یہہ کہتا تہا کہ ہی لطف محبت راز دار ہین
گو شوخ ہین یہہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین

مت گہبرا ما نیو اسوقت مین تہا ادر کہین
تو کرے غیرونسے باتین اور ہم دیکھا کرین

ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے مین
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو

یہہ ساری باتین ہین پیارے مرے اوٹہانیکو
طبیبو اب مرے جینے سے تم اوٹہاؤ ہاتہہ

مسکراتے ہو کیون ادہر کو دیکھہ
دوانہ ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹہکانیکی

ناصح مین اور ہم مین بہی ہین طرفہ صحبتین
ہم کچہہ نہین سمجہتے وہ سمجہائے جائے ہے

یاد جب آتا ہی یہہ کہنا تو اڑ جاتی ہی نیند
اپنی ہٹ تو رکہہ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے

پوچہا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر
لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجہے

آج بہی اوسکے جو آنیکی نہ ٹہریگی تو بس
ہم وہ کر بیٹہینگے جو جی مین ہین ٹہرائے ہوئے

کیا کیا وہ خفا مجہسے ہوا گہر سے نکل کے
جب مین نے پکارا اوسے آواز بدل کے

ہزار افسوس یون اے زندگانی
چلی تو خاک مین ہمکو ملا کے

جرّار میر محمد حسین تلمیذ اسیر از اہالی لکہنؤ ست و شاعر خوشگو ست ه

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنیکی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹہرا

اب ملینگے نہ کبہی اوس بت سفاک سے ہم
جو ٹہنی دلمین ٹہنی جیمین جو ٹہرا ٹہرا

جلال میر ضامن علی ولد حکیم اصغر علی افسانہ گو از نامی سخنوران لکہنؤ ست و برق و ہلال اوستاد او پیشتر سخن بروش لکہنؤ میگفت الحال بہ طرز دہلی فکر می نماید مدتہا بہ سرکار رامپور بسر بردہ از وست و بس نکوست ه

چہپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین
چند اشک گرم ہین کئی چہالے زبان کے ہین

گذری خبر جو غیر کے دلمین بہی تم چہپے
ہرکارے ہر جگہہ مرے وہم و گمان کے ہین

نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
مٹجائے کے حوصلے جسے نام و نشان کے ہین

حسرت اوس بت کی دلمین آئی ہے
ہم نے اک شئے کسی کی پائی ہے

جلیل سید جلیل احمد بن مولوی سید اولاد احمد از سادات بلدۂ سہسوان ست و سلسلۂ نسبش تا حضرت مودود چشتی رح منتہی میشود الحال ملازم ریاست بہوپال است با نامہ گرد آور یہ تذکرہ مودت دارد گاہے ماہے بہ سخن فکر میکند و آنہم بفرمایش و اصرار دیگران ه

لے لیا گر ہمنے بوسہ زلف عنبر بار کا
کہئیے اس مین کونسا نقصان ہوا سرکار کا

کیون بنائین دل صد چاک نشانہ اپنا — کیا نگاہ غلط انداز تری تیر ہوئی

جمیل سید جمیل احمد خلف میر امتیاز علی نقوی از باشندگان سہسوان ضلع بداین است فکرش رسا و طبعش موزون مشق سخن از منشی صابر حسین صبا بہم رسانیدہ امروز بملازمت ریاست بہوپال ادام اللہ باالاقبال سر افتخار بر فلک میساید چنین می سراید

کیا پوچہتے ہو داغ جگر مین کہانکے ہین — کچہہ آپکے دئیے ہوئے کچہہ آسمان کے ہین

قاصد کی گفتگو مین دلاویزیان کہان — اسکی زبان یہ لفظ کہا اوسکی زبانکے ہین

جوش نظام الدین خلف وجیہ الدین پنجابی موطن کولوی مسکن طبع شگفتہ دارد

بار اوتارا ہے دوش سے سر کا — ہے یہہ احسان تمہارے خنجر کا

ہے پرستش سنگ کی عشق بتان مین بندگی — جاوین گر کعبہ تو پہلے سنگ اسود چوم لین

سرکو تہ تیغ رکہہ کے میرے — ثابت قدمی کا امتحان لو

جوشش شیخ محمد روشن باشندۂ عظیم آباد فکر بلند و خاطر ارجمند داشت از عروض بہرۂ وافی نصیبش کردہ بودند اوراست ؎

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ مین اثر تہا — یہی چشم خونفشان تہی یہی دل یہی جگر تہا

گر یون ہی یہہ دل درپئے آزار رہیگا — اک روز نہ اک روز مجہے مار رہیگا

اوسکی بخشش کا تجہے خوف عبث ہے جوشش — ہو چکا ہے وہ اسیطرح سے سو بار خفا

نہ شکل شیشہ آتی ہے نظر نے جام کیصورت — رہی زیر فلک پہر کون سی آرام کیصورت

دیکہئے ہم مین اور اون آنکہون مین کیا ہوتی ہے — لہو کے پیاسے ہین وہ تشنۂ دیدار ہین ہم

جولان شاہ الف نام درویشے آزاد مزاج بودہ است از وست ؎

کیا بتائین کہ کہان ہے مسکن — کوے قاتل مین رہا کرتے ہین

اوٹہایا ہے گلی سے اوس پریرو کی اگر مجہکو — تو لے چل وحشت دل اب جدہر چاہی اودہر مجہکو

معشوق پر یہی ہوتی ہے تاثیر عشق کی — چٹکی کلی جو بلبل بیدل نے آہ کی

جوان مرزا نعیم بیگ از باشندگان جہان آباد و مرشد زادۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بود او راست

پہلو مین دل اپنے کو بہی غمخوار نپایا	یہہ خوبیِ قسمت کہ کوئی یار نپایا
کسیکو اپنی سفارش کیواسطے اوس پاس	جو لیکے جاؤن تو اوسکا وہ آشنا نکلے
جیتا نہین پہرتا ہے کوئی اوسکی گلی سے	مجہہ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جہاندار مرزا جہاندار شاہ معروف بہ مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ بود از معاصران خودگوئے سبقت می ربود در سنہ ۱۲۰۳ بعلوی عالم شتافت

مر سکے انتظار مین یہہ بے اجل گیا	آنکہین جو یون کہلی ہین اور دم نکلگیا
آخر گل اپنی صرف درِ میکدہ ہوئی	پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو

حائے مہملہ

حاتم شیخ ظہور الدین عرف شاہ حاتم مردے سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود در جہان آباد عالمی از وبہرۂ متوافر ربود سودا ہم یکے از اینانست دو دیوان گزاشتہ

تم تو بیٹہے ہوئے یہہ آفت ہو	اوٹہہ کہڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور دماغ اے حاتم	کیا قیامت کرے جو دولت ہو
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبہو کبہو	ساقی نگاہِ مست ادہر ہی کبہو کبہو
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے

حجّام عنایت اللہ المعروف بہ کلو باشندۂ سہارنپور ست و بہ پیشہ حجّامان موصوف و مشہور با سودا نسبت تلمذ داشت سخن خوش سیگفت او راست

خط آنے سے بہی اپنی رسائی نہین وہان	حجّام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین

ہے جی مین کہ اگر روزین اون آنکھون سے پوچھون ... بچتے نہین کس واسطے بیمار تمہارے
اوس کاوش مژگان کا گلہ مجھسے عبث ہے ... اسے آنکھو یہہ بوتے ہوئے ہین خار تمہارے

حزین میر بہادر علی از مقربان مرزا ولیعہد بہادر از زین العابدین خان عارف باستفادہ پرداخت و مرزا نوشہ راہم دریافت ٥

ہے یہی رونا تو خط کا ہیکو لکھا جائے گا ... ہم جو لکھتے جائینگے اشکو نسے مٹتا جائے گا
اک تماشا جانکر قاتل اگر ٹھہرا رہا ... ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا
دنیا کی حسرتین ترے گوشہ مین آگئین ... اللہ رے وسعتین تری اے تنگنائے دل
دیکھا وہ اپنی آنکھ سے جو کچھ سنا نہ تھا ... اور دیکھیے حزین ابھی کیا کیا دکھائے دل
بیخودی کھو کے لیئے سر پہ ہزارون جھگڑے ... تو بہ مے سے ہوئے ہم تو پشیمان اولٹے

حسرت حافظ عبد الرحمن پانی پتی از احفاد قاضی ثناء اللہ رح ٥

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے ... یہہ تو اسے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا
تم بھی رو بیٹھو گے دلکو ہمین ہنستے کیا ہو ... اگر آئینہ کبھی تمنے مری جان دیکھا
اوس نے حسرت کو کیا قتل کہین ہائے کہ آج ... مین نے اوس شوخ سے ظالم کو پشیمان دیکھا
گر نہین دوست خدایا مری جانکے دشمن ... کیون شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہین

حسرت مرزا جعفر علی فرزند ابو الخیر عطار دہلوی موطن لکھنوی مسکن عمرہا برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ با سرپ سنگہ دیوانہ نسبت تلمذ درست کردہ در سنہ ١٢ ھ جامۂ حیات از بر کشید دیوانے یادگار اوست ٥

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا ... اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا
آشیان چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو ... تو بھی لیجائیو سر پہ یہہ گلستان اوٹھا
درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا ... یہہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا
کلکو نسے تھے خوش جو نہین ہو تم آج خوش ... ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

ہوا سے بال اڑن زلفونکے رخسارون پہ ہلتے ہین
دلِ بیمار او ٹھہ بیٹھو کہ دونون وقت ملتے ہین

جو ایسا ہی دلِ دیوانہ میرے درپئے جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہے

حسرت میر محمد حیات از سکنائے عظیم آباد و بہرہ یابان خدمت مرزا مظہر رحمہ بود خاطر شگفتہ و طبع خندان داشت ه

سنا ہے آج میخانے مین جام مے پہ مستون نے
لٹا یا دین و دنیا دونون ہمت اسکو کہتے ہین

حسرت میر صمد علی دہلوی خوش باش میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم ه

سخت حیرانی کی آس ٹوٹ گئی
لو ہا مانا تمہارے خنجر کا

حسن سید غلام حسن بن میر غلام حسین ضاحک اصلش از ہرات است ومولدا و دہلی بر اصناف شاعری دستے داشت مثنوی بدر منیر از و مشہور آفاق ست در سنہ ۱۲۰۱ راہ عدم پیمود شاعر شیرین زبان تاریخ رحلت اوست دیوانے ہم دارد

دامن صحرا سے اوٹھنے کو حسن کا جی نہین
پاؤن دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھکر

دل کو کھویا ہے کل جہان جاکر
جی مین ہے آج جی بھی کھو آؤن

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کسی ڈھب سی
گریبان سحر کو ٹانک کہنا دامن شب سے

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دلکو لیلیا
لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

اک جان کے درپئے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر ابھی دیکھا نہین تجھے
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

مزے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہہ چھیڑ چھاڑ مرے جیکو بہا گئی	لی چٹکی اسی ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم مودودی در وتیشی برمزا جش استیلا داشت ازین رو ترک دنیا کردہ از موسیقی بہرہ مند بود و در نظم مرزا جعفر علی حسرت را تلمیذ رشادت پیوند از وست و نکوست ؎

اُمڈ کے آنکھون سے یکبار بہہ چلے آنسو	ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
بھلا مین دیوانہ سہی پر یہہ ناصح	مرے ساتہہ بکتا ہے عاقل کو دیکھو
آہ کس کس بیوفائی کا تری کیجے شمار	اور تو سب یکطرف منہہ بھی دکھاتے سے ہی

حسن مولوی ابو الحسن نقد مولوی الٰہی بخش نشاط باشندہ کاندلہ او راست

منفعل ہون دست و پا بھی مارتے وقت ذبح	کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسین نواب غلام حسین خان از افاغنہ شاہجہان پور ست این بیت از وست

تشنہ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی	دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حسین سید غلام حسین فرزند سید عبد اللہ دہلوی ؎

تہا عرش سے بڑہکر جو دماغ اپنا وہی ہے	یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حشم حکیم باقر علی ابن حکیم مرزا احمد ساکن لکھنؤ تلمیذ ناسخ ؎

ارمان ہی رہا کہ ادہر دیکھئے کبھی	الفت کی چتونون سے محبت کی آنکہہ سے

حشمت مرزا غلام فخر الدین فرزند مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ حافظ عبد الرحمٰن خان احسان در سنہ ۱۲۶۶ھ جامہ گذاشت ؎

پہر دو ہی قدم پر تو ہے ان قدمونکے صدقے	بڑہئے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت میر محمد علی ہمعصر سودا است ؎

خط نے ترے حسن سب گنوایا	یہہ سبز قدم کہان سے آیا

حقیر منشی نبی بخش ابن منشی حسین بخش متوطن اکبر آباد دہر دو زبان پارسی و ریختہ

فکر می نمودہ

زخم کے منہ مین بہر آیا پانی	جبکہ پیکان کا مزہ یاد آیا
وہ نگاہین جنسے تہی مجھکو تسلی کی امید	تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین
کیا سبک رو ہین رہروان عدم	کہ کسیکا نہ نقش پا دیکھا
ہاتہ دوڑائے جنون نے پہر گریبان دیکہکر	پاؤن پہر وحشت نے پہیلائے بیابان دیکہکر
گر یہی چاک کی عادت ہے تو ای دست جنون	پیرہن سارے گریبان ہی گریبان ہوئے
شانہ نے بل نکالدئیے زلف یار کے	موذی کو اس نے زیر کیا مار مار کے

حقیر سید امام الدین عرف میر کلو باشندۂ دہلی ست

دلمین ہی بیٹہہ رہین در پہ صنم کے بی حقیر	راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین
گلی مین یار کے جینیٹی گہسیٹ لاتی ہے تجہے	حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت میر شاہ حسین فرزند سید عرب شاہ اصلش از بلخ و مولد او بریلی خوش نثار لکھنو از جرأت اکتساب سخن کردہ در مدراس قالب تہی کرد و ہمانجا خوابگاہش ساختند دیوانے و تحفۃ العجم و خزینۃ الامثال و صنم کدۂ چین یادگار اوست ہ

ہجر مین کیون نکرون یاد ملاقات اوسکی	کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل
دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین	ہوئے بیمار ہم بھی لے تری تیمار داری مین

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید محمد شریف خان دہلوی موطن لوز در اوائل نثار تخلص میکرد اکتساب سخن از میر درد رحم کردہ اوراست ہ

تیرے لئے خلق در بدر ہے	اے خانہ خراب تو کدہر ہے
کہتے ہین حکیم آیا میخانہ سے مسجد مین	ہمسکو تو تعجب ہے وہ گبر مسلمان ہو

حمزہ شاہ حمزہ متوطن دہلی و مقیم عظیم آباد در اواخر درویشی گرفت ہ

ہائے کس کس کے تئین بیٹہہ کے ہم یاد کرین	غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

حنا عبد الکریم خان ابن سرور خان باشندۂ لکھنؤ بہ صبا تلمذ داشت و دیوانے گذاشت

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئینگے / اور اک شب ہے سفر مرگ مین وقفہ ٹھرا

کیا دخل پھر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل / کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل

حیا مرزا رحیم الدین فرزند شہزادہ کریم الدین رسا از عمائد امرا و منتخب شعراء دہلی بود راہ دشوار گذار سخن آسان ترمی پیمود دیوانے گذاشتہ او راست ؎

رونا کہان ہوا مجھے دل کھول کر نصیب / دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا

بتونکو چاہ کے ہم تو عذاب ہی مین رہے / شب فراق کٹی روز انتظار آیا

شروع شام جدائی مین نالہ و افغان / ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات

آتے ہی آتے موت کے اک عمر ہو چکی / جو ہے سو میری جان کو غفلت شعار ہے

شب فراق ہماری بھی ہو گئی آسان / جو تم نہ آئے تو بس موت بھی نہ آئی کیا

فلک نے جذب عدو مین دیا جہانکا اثر / رکھا نہ کچھ بھی مرے نالہ و فغانکے لئے

حیات محمد حیات خان خلف احمد یار خان از افاغنۂ رامپور است و تلمیذ نواب الٰہی بخش خان معروف او راست ؎

ہم اور بلبل و پروانہ بزم الفت مین / ازل سے کھائے ہوئے دل پہ داغ ہین دو تین

حیدر منشی حیدر علی ابن منشی غلام نبی باشندۂ ہوگلی مرد ظریف طبع بود ؎

حال دل گر کہون تو کہتا ہے / شوق مجھکو نہین کہانی کا

حیدر میر حیدر علی خان از نسل شیخ عبد القادر جیلانی رہ بود ؎

ارادہ ہے بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا / خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

حیدر منشی مصطفے حیدر فرزند مولوی غلام حیدر از وطن خود چاٹگام بر آمدہ بہ کلکتہ سکونت ورزید دیوانے دارد ؎

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم / اللہ رے ضعف ہم چلتے نہین بے عصا ہم

ہوئی کیا شمع گل بن آئی ہیری لو سے کیتا ہون — مزا ہے یہہ بہری مجلس مین وہ جہنجلا نہین سکتے

الخاء

خادم منشی محمدی خان دریا رسی بیشتر فکر میکردے

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہی منہہ پر دل کی آگ — طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خاص محمد حیدر خان فرزند الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی اصلاح سخن از مرزا جمعیت شاہ باہر میگرفت او راست

دیکہلے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا — تو تو کیا زاہد دل آوے اوسپہ تیرے پیر کا
کیون تقاضا خلش ہر دم نفس کے ساتہہ ہے — دلمین شاید رہگیا ہے کوئی پیکان تیر کا
ضعف سے ابتو یہہ نوبت ہی کہ ای خاص مرے — لب تلک سانس بہی آیا تو بمشکل آیا

خبر سید مہدی بلگرامی خلف محمد عسکری در چہل سالگی بدار البقا شتافت

ہمنے رونے کا بہلا کب سر و سامان باندہا — تمنے کیون دیدہ و دانستہ یہہ طوفان باندہا

خرد نواب فخر الدین خان ابن نواب شرف الدین خان دہلوی

لبونپہ جان ہی جلدی کہین پہنچ ظالم — یہہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد پنڈت رام نراین از باشندگان دہلی و تربیت یافتۂ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہانسے گہبرا کر — یہہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہئے

خضر مرزا خضر سلطان بن بہادر شاہ تلمیذ غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچہہ اپنی نہ سن سکتے ہین کچہہ تیری
ہمین اے بیوفا اسوقت مین دیکہا تو کیا دیکہا

پتہر کے چٹانے سے ہو تلوار کو برّش — سرمہ جو دیا ہو گئی اونکی نظر اب تیز

ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو — اے بتو بندۂ خدا ہین ہم

کہتے ہو کہ اگر روز تجھے قتل کرینگے — پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوگا

خطیر سید امراو علی پسر امیر علی متوطن فرخ آباد شاگرد صفیر ہ

آج غصے مین وہ زندان کیطرف آتا ہے — بیڑیان پاؤنکی بولین تو قیامت ہوگی

خلیق میر مستحسن مرثیہ گوے لکھنوی و تلمیذ رشید مصحفی ہ

حشر کا ڈر او نہین کیا ہے کہ تیرے کوچے مین — خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق

غفلت مین فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا — ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کس کی خرام ناز کا پامال ہون خلیق — لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلق میر احسن خلف میر حسن دہلوی اوستاد معروف خوش باش لکھنؤ ہ

دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا یہ معلوم — جی پہ کیا گذریگا اور جان پہ کیا گذریگا

خلیل میر دوست علی بن سید جمال علی ساکن قصبہ بڈولی از خواجہ آتش اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد ہ

بتونکا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج — بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے

رونسے باندھلے جو مری چشم تر کمر — کیسی زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤنگا — درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر دستورۂ محمد علی شاہ فرمانرماے لکھنؤ با نواب عاشور علی خان نسبت تلمذ داشت وطن او کشمیر بود اما بسبب ملازمت بہ لکھنؤ اقامت گزید ہ

میرے گھر کا ہیکو آپ آئیگا — خیر بندے ہی کو بلوائیگا

ایسے ہی وعدۂ وفا ہوتے ہین — ہان بجا ہیچ ہی ضرور آئیگا

وصل مین کہتے ہین ہولے بنکے — کسطرح ہجر مین مر جائیگا

خموش مرزا خدا یار دہلوی موطن پنجابی مسکن ہ

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین
کہدا ندنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خیال غلام حسن خان سخن بہ پارسی بیشتر میگفت اصلاح از برکت اللہ خان برکت میگرفت از وست ہ

تجہے تو غیر کو منظور منہہ دکہانا تہا
نقاب کہولنا گرمی سے اک بہانا تہا

حاضر ہین ہم تو آو شمشیر کین نکالو
جو دل کی آرزو ہے اوسکو کہین نکالو

تیر انشگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچۂ فسردہ تجہے بہی ہوا لگی

دال مہملہ

داغ میر مہدی دہلوی موطن و لکہنوی مسکن خلف میر سوز بعمر بست سالگی بر زنے صاحب جمال فریفتہ شدہ چندے از نخل وصالش ثمرۂ حیات برچید آخر بہ ہجرانش قالب تہی کرد از وست ہ

اسی کے پاس تہا دل کیا ہوا اے ہمنشین دیکہو
ادہر دیکہو ادہر دیکہو یہین دیکہو کہین دیکہو

اسی کے پاس ہے رہ رہ کے یہہ جو مسکراتا ہے
اسی کے ہاتہ دیکہو جیب دیکہو آستین دیکہو

پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچہہ سمجہہ ہووے
ہوائی رنگ دیکہو ماہتابی سی جبین دیکہو

داغ نواب مرزا خان دہلوی موطن رامپوری مسکن با ذوق دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ امروز بظل عاطفت کار کیائے ریاست رامپور معززانہ بسر می برد اد

باہمین برادر نامہ نگار ربطے معنوی دارد وبلے ہذا ایشان باوے از گفتار دلچسپ او
اگر سہ دیوان برین جریدہ ثبت افتد پیش شائقان سخن کم از کم شمردہ خواہد شد اما
چونکہ گرامی برادر عالیقدر در تذکرۂ خویش ستاے نیک از وے نگذاشتہ اند لہذا ابیاتے
ازان برآوردہ دستکش سامعۂ سخن سنجان نمودہ می آید ؎

صبر لے زاہد نافہم نہ میخوارون کا ... بخشنے والا ہی دیکھا ہے گنہگارونکا
ڈر گئے نام شفا سنکے رہی خواہش مرگ ... منہہ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارون کا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی بتخانہ مین پایا ... گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

آج راہی جہانسے داغ ہوا ... خانۂ عشق بے چراغ ہوا

جو دل دکھا رہا ہے مزہ ہر گھڑی مجھے ... آنکھونسے سو برس بھی دکھایا نجائیگا
زلفین نہین کہ شانہ سے آراستہ کیا ... بگڑا ہوا مزاج بنایا نہ جائیگا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنون ... غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے مارونکا

رہیگی اک روز جان جاکر رہے نہین ہوش دل لگاکر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گھڑی دعا ... پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

رہتا ہے دم خفا مرے سینہ مین ہر گھڑی ... روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائیے دل

گر تو کسی بہانہ سے آجائے وقت نزع ... ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

الٰہی کیا کرین ضبط محبت ہم تو مرتے ہین ... کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین

جلوے مری نگاہ مین کون و مکانکے ہین ... مجھسے کہان چھپین گے وہ ایسے کہانکے ہین

بات میری کبھی سُنے ہے نہین ... جانتے وہ بُری بھلی ہی نہین

شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین ... وہ طرہ کونسا گل مین ہے کیا ہے شاخ لالے مین

کسی کی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارون مین ... مزا ہے راتدن چلتی رہے پرہیزگارون مین

کسیکا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین — یہ توبہ ٹوٹ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین
وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت زاہد — بڑے مرشد مین ہاتھون ہاتھ لانا انکو یارو نمین
لگ چلی باد صبا کیا کسی ستانے سے — جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

دبیر مرزا سلامت علی خلف مرزا غلام حسین لکھنوی با ضمیر پیوند تلمذ داشت مرثیہ خوشتر میگفت بیتے بیش از گفتارش دست نداد ۵

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا — عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا میری گردنکو

درد خواجہ میر ابن خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمہ از نسل شیخ بہاوالدین نقشبند بود کلامش دلچسپ وخیالش بلند بندہ از گفتار او خطہا برداشتہ ولطفہا اندوختہ او رحمۃ اللہ علیہ بروز آدینہ بست چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ھ قالب خاکی گزاشت وبعالم جاودان شتافت مثنوی نالۂ درد وآہ سرد وسوز دل وشمع محفل یادگار اوست این چند اشعار از دیوان او برآوردہ ثبت میشود ۵

جنکے سبب سے دیرکو تونے کیا خراب — اے شیخ اون بتون نے مرے دلمین گھر کیا
کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی — شرمندہ تیرے آگے ہمین اے شرر کیا
اے آنسوؤ نہ آوے کچھ بات دلکی لب پر — لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی — ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
گو نالہ نارسا ہو نہو آہ مین اثر — مینے تو در گزر نکی جو مجھسے ہو سکا
جفا سے غرض امتحان وفا ہے — تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا
ہم کس ہوس کی تجھسے فلک جستجو کرین — دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
اوس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین — پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز — گلہ تب ہو اگر تونے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند تجھے صبر نہین درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مرے چھاتی پہ سنگ ہے

یار و مرا شکوہ ہی بہلا کیجئے اوس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجئے اوس سے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے وہ آہ کیا کرے

کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہون مین
اوس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا کہین کیا جیکو رو بیٹھے
بس اب اک ساتھ ہم دونون جہان ہاتھ دہو بیٹھے

چشم رحمت سے ادہر کو بھی نظر کیجئے گا
اسی امید پہ آیا یہ گنہگار بھی ہے

درد گھبرا کے تو جو یون چونکا
کیا اوٹھی جی مین کھلبلی ایسی

کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے خود ہی بہ تنگ ہے

درخشان سید علی جان المخاطب بہ مہتاب الدولہ فرزند میر مغل خراسانی الاصل لکھنوی مسکن مقیم کلکتہ بملازمت شاہ اودہ سربلندی دارد و بہ تلمذ مظفر علی اسیر بہرہ مندی دیوانے دارد ۵

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آئیگی دختر رز دیکھنے مینا بازار

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پہرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

دردمند کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک ہمراہ علی اصغر کبیر بجنگ مرہٹان غازۂ شہادت بر رو کشید ۵

ظالم کرون مین ظلم سے فریاد کب تلک
ٹک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

درویش میر شاہ علی دہلوی از مستفیدان میر نظام الدین ممنون در آخر عمر

شعر و سخن را ترک گفتہ ؎

ایک دن بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار ملا — روز روتے ہین وہان کی در و دیوار سے مل

دریغ سید زین العابدین دہلوی تلمیذ رشید شاہ نصیر ؎

یون وہ بولا دیدہ تر دیکھکر دو چار کے — ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل زور آور خان متوطن کول دیوانے ضخیم و مثنویات چند گزاشتہ ؎

مت پھرا اسے مرا اے ناصح جاہل آکر — پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہین دل آکر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد تجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل آزاد خان زنار کفر شکستہ سبحہ اسلام در دست گرفتہ او راست ؎

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملی ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دلگیر میر حمایت اللہ خان بن عالم خان دہلوی موطن علاوہ فن سخن در ہیئت و نجوم نیز مداخلت داشت او راست ؎

جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شیخ — یا خدا اسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دولہ نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر محمد خان کارکیاے ریاست بھوپال پدر عالی گہر حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ حال دامت باالاقبال سخن ریختہ بآئین شایستہ بر کرسی می نشاند و بگفتار پارسی ہم فکر می فرمود در عین شباب از دار فنا بعدم آباد کوس رحیل کوفت دیوانے یادگار گزاشتہ افکار بلند او ست ؎

پہلو مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا — مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو — بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو
اک غزل اور بھی پر درد سنا دے دولہ — ہم نے اس بزم مین تم سا نہ سخندان دیکھا

حرف ذال معجمہ

ذاکر مولوی ذاکر علی خلف مولوی فضل علی متوطن بنارس زانوے تلمذ پیش مصحفی تہ کردہ گفتار دلچسپ دار داو راست ه

شب جو باتو نمین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا
رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہگیا

یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر
یہی ہین نعرے تو دیکھہ لینا کہ حشر ہے حشر تک زمین پر

ذکا خوب چند کایستہہ توطن گزین دہلی از ارشد تلامذہ شاہ نصیر ست تذکرۂ ریختہ و دیوانے ازوست ه

آسیا جب کہ چلی سر یہ ذکا نیند کہان
ہاتہہ سے چرخ کے ڈہونڈہی تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو
جسکے قدمونسے لگا اوس نے مٹایا مجھکو

ہلی ہے ابروے دلدار دیکہیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکہیے کیا ہو

ذوق بلبل شاخسار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند فروز شگر خانوادۂ سخن است و شمع کاشانۂ فن لطافت از و کار بالا گرفت و عذوبت پایۂ والا استایش او محتاج گزارش نیست بلکہ غازۂ شہرت بر رو دارد و در جمیع اصناف سخن دستے بلند داشت لاسیما در قصاید ہمتاے او بر نخاستہ از شاہ نصیر باستفادہ پرداخت نبذی از گفتارش بلحاظ اطالت انتخاب کردہ برین جریدہ ثبت افتاد ورنہ کلام او ہمہ مغز انتخاب است ه

صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دم شمشیر قاتل پر بہی خون جاتا ہی جم میرا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین ہیے
آخرش دل بہگیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

رشک تها اپنے نوشتہ مین کہ اوس نوخط نے — خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
دلمین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب — نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو
ہان تامل دمِ ناوک فگنی خوب نہین — ابھی چھاتی مری تیرونسے چھنی خوب نہین
توجان ہے ہماری اور جان ہے توسب کچھہ — ایمان کی کہین گے ایمان ہے توسب کچھہ
ہم نے اوس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے — کہ مبادا کہین سن پاوین شریعت والے
کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے — لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے
مین گرانبار محبت مرا خون بھی ہی گران — جی دھڑکتا ہے تری نازکی گردن سے
نگہ کا وار تھا دلپر پھڑکنے جان لگی — چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
حساب اصلا نہ مجھسے پوچھے مرے گنے زخمونکا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
بلاسے آپ نہ آئین پر آدمی اون کا — تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے
نشہ مین ہوش کسے جو گنے حساب کرے — جو تجھکو دینے ہین بوسے بلاحساب تو دے
یہہ ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست — کچھہ ہے بلاسے لیک محبت پرست ہے
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہئے — گرچہ ای ذوق طولِ نامۂ اعمال ہے
جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا — گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا
یہہ ایسا ماہ مبارک یہہ ایسا کار سعید — شروع دیکھئے کیجے مہ صیام شراب
اوس در پہ شوق سجدہ سی فرش زمین ہون مین — مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

ذہین حافظ محمد اسمعیل خان نبیرۂ حافظ محمد داد خان مرحوم باشندۂ دہلی تلمیذ حافظ غلام دستگیر مبین سے

طرزِ خرام یار نے محشر بپا کیا — فتنہ ہے کون سا کہ اوٹھا یا نہ جائے گا

حرف راء مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ نجل مرزا احمد بیگ رومی اصل دہلوی مسکن از مومن خان دہلوی باستفادہ پرداخت ٥

ہم سے وہ بھی چھٹے اور یہ دل شیدا چھوٹا	یاد کس کسکو کرین خیر جو چھوٹا چھوٹا
کچھ جان سی آتی ہے مری جانمین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

راحت شیخ کریم الدین از سکنا اعظم پور باشندہ او راست ٥

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راسخ سعادت علی خان متوطن دہلی تربیت یافتہ خدمت مومن خان دہلوی ٥

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

راغب احمد حسین دہلوی نژاد سخن دلنشین میگفت ٥

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین	کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا
کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین	شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

رافت شاہ رؤف احمد ابن شاہ شعور احمد مغفور سرہندی از احفاد مجدد الف ثانی رح با جمیع علوم مناسبتے خاص داشت و در عروض و قوافی دخل معتد بہ از جرأت اصلاح سخن میگرفت ٥

یہ کسکی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے بر مین	
	کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین

راقم بندرابن از خاکدان متھرا بود و نسبت تلمذ باختلاف اقوال بمرزا مظہر جانجانان رحم یا سودا داشت او راست ٥

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے	اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی تلمیذ ذوق دہلوی عذوبت از گفتارش پیداست ٥

ہمکو کیا غیر کے آنے کی خبر — چغلیان نقش قدم کہاتے ہین
الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے — کہ سر ہو پاؤن پہ قاتل کے اور سجدے مین دم نکلے
ہوئی صورت نہ کچہہ اپنی شفا کی — دعا کی مدتون برسون دوا کی

رند سید محمد خان فرزند نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری موطن فیض آبادی سکن در اواخر زمان بہ لکہنؤ اقامت ورزیدہ و بہ خواجہ حیدر علی آتش تلمذ گزیدہ فکر بلند و طبع ارجمند داشت دیوانے دارد ٥

کب مٹا عشق کا نشان دل سے — زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
ناز بیجا اوٹھائیے کس کے — اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا
اب عشق و عاشقی کا زمانہ نہین رہا — جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا
کہلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد — مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین — جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
پاس دین کفر مین بہی تہا ملحوظ — بت کو پوجا خدا خدا کرکے

رنگین سعادت یار خان فرزند محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان مردے لطیف مزاج و خوش مذاق بودہ است از فنون سپاہگری بہرۂ وافر داشت زمانہا در سیاحت بسر بردہ انشاء اللہ خان او را موجد ریختی قرار دادہ از شاہ حاتم اصلاح سخن میگرفت دیوانے چند و مثنویات و فرسنامہ وغیرہ نشان بخش نام اوست ہشتاد سالہ در سنہ ۱۲۵۱ ہجری براہ عدم پیمود او راست ٥

غرضمند اپنے مطلب سے رکہے ہی کام ای رنگین — وہ آئے یا نہ آئے مین بلا بن نہین رہتا
اوسے ہے شوق کہانی کا اندنون بہت — یہہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا
بنے گی اوس سے صحبت کسطرح کچہہ کہہ نہین سکتے — وہ ہرجائی ہی اور بن شغل ہم بہی رہ نہین سکتے
کہینچ لائی ہی اوسے اک کشش دل یا تنک — بارے صد شکر کہ تجہکو بہی یہہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا | ایسی ہی وہ کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو | اوسے بھی ایکدن کچھ جا کے سمجھاتی تو کیا ہوتا

روشن تخلص روشن شاہ نام بریلوی مولد بود باز بہ میرٹھ توطن گزید و از جمیع سازو برگ دنیا بریدہ فارغ البال می زیست او راست ؎

دلکی تپش سے گرمی خورشید سرد ہے | سینہ اگر یہی ہی تو دوزخ بھی گرد ہے

رہا غلام محمد خان جد او در سرکار بھرت پور راعزاز داشتہ اصلش از اکبر آباد دست در علم ہندسہ و ہیئت دخلے کامل بہم رسانیدہ سخنگوئی از گلزار علی اسیر آموختہ ؎

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر | کچھ وصف کیا مین نے جو بیساختہ پن کا
دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف | آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا | پر کیا کرین جو دل ہی نہو اختیار مین

حرف زای معجمہ

زار میر مظہر علی باشندۂ لکھنؤ برفاقت نواب احمد علی خان اقتدار ہا داشت ؎

چھوٹ جائین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین | خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو | کافر ہو اگر اسمین کچھ بات بناتا ہو

زکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مرادآبادی از بادشاہ لکھنؤ بخطاب ملک الشعرا سرفرازی گرفت در جمیع علوم مستعد ولہ مہارتے داشت خصوصاً در فن تاریخ چون اوکم خاست دیوان دار داو راست ؎

جمال یار پہ یہ ہم نے ٹکٹکی باندہی | کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ | گویا وہ ضمیر منفصل ہے

جب یہ سنا کہ پاؤن مین مہندی لگی ہی رات
یہان خون ٹپک پڑا نگہ انتظار سے

ماہتابی پہ جو وہ خورشید و ہی بے حجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی

آتش عشق کہین پھر نہ بہڑک اوٹہے زکی
اختلاط اوس سے بہت گرم تمہارا دیکھا

آج تو انداز باتون کا ترا کچہہ اور ہے
پا گئے ہم بہی کہ ہی غیرونکا سکھلایا ہوا

زیب مرزا جمال الدین عرف مرزا کلن فرزند مرزا بہادر نبیرۂ عالمگیر ثانی از خاقانی ہند ذوق باستفادہ پرداخت ہ

لہو مین بہر کے جو خنجر کو اپنے یار آیا
یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا

زندگی دیکھیئے ہو ہاتہ سے دلکی کیونکر
اسکے آتے ہین نظر اور ہی اطوار مجھے

بعد اک عمر لگی آنکہہ ذرا سونے دے
نکہ اے شور قیامت ابہی بیدار ہے مجہے

حرف السین

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف الرشید نواب عالم بیگ خان ترجمہ ایشان در طور کلیم بتمامہا سمت نگارش یافتہ امروز در حیدرآباد دکن سکونت دارد و با اسد الله خان غالب نسبت تلمذ درست کردہ گفتارش سادہ پرکار ست دو دیوان دارد ہ

وان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
اچہی جگہہ ہے دل کو ہوس وصال کا

خلق خدا پہ رحم بہی کرنا ضرور ہے
مت دیکہنا کسیکو خبردار دیکہنا

دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبہی
بیوفا تو بہی اسے لیکے پشیمان ہوگا

کچہہ بہی جو روز حشر بڑہا یا نجائے گا
قصہ تمام ہم سے سنا یا نجائیگا

خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
تم کیون خفا ہوئے تمہین الله کیا ہوا

صیاد اور بند قفس سے رہا کرے
جہوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

جانے دے اے تصور جانان نکر تلاش ‌ ‌ ‌ ایسا نہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے

بات کرتے ہین وہ گھر یہ نہین حیا کر سالک ‌ ‌ ‌ وعدۂ وصل مین اونکو بہی مزا آتا ہے

سائل مرزا محمد یار بیگ اوز یک دہلوی موطن تلمیذ حاتم و سودا است ؎

وہ حمایل ہوگیا دست شکستہ کی طرح ‌ ‌ ‌ آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا

ندیکھا زندگی مین اوسکو سائل ‌ ‌ ‌ بھروسا کیا نگاہ واپسین کا

سپہر شتاب خان باشندۂ دہلی از مرزا صابر باستفادہ پرداخت دیوان دارد

تکلیف نماز اور ہمین زاہد سے عجب ہے ‌ ‌ ‌ بیٹھے ہوئے کچھ ہم بہی تو بیکار نہین ہین

دس غیر و نمین آبیٹھے اگر ہم بہی تو کیا ہے ‌ ‌ ‌ ایسے تو کچھ ان لوگو نمین ہم خوار نہین ہین

سجاد میر سجاد باشندۂ اکبر آباد فرزند میر محمد اعظم شاگرد ابر ؎

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین ‌ ‌ ‌ سب مزے درکنار ہوتے ہین

ہرگز آنے ندینگے غیر کو جان ‌ ‌ ‌ ہونگے کیسے ہی ہم گئے گذرے

سحر میر ناصر علی ابن میر محمد علی ساکن کول از تلامذۂ ناسخ در ۱۲۴۹ھ تلخابۂ مرگ چشید اوراست ؎

کچھہ سخت نکہنا کسی بدمست کو ساقی ‌ ‌ ‌ شیشے سے فزون ہی دل ہیخوار بغل مین

نکلا ہے جو دم حسرت دیدار مین اے سحر ‌ ‌ ‌ کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین

سحر منشی دیبی پرشاد ابن منشی چینی لال اصل وطن او بانگر مئو در جوار لکھنؤ ست اتما از زمانہا در شہر بدایون اقامت دارد و بر عہدۂ سب ڈپٹی انسپکٹری ماموراست علاوہ دیوان و واسوخت چند رسائل در فن بلاغت وغیرہ ترتیب دادہ اصلاح سخن از مرزا حاتم علی مہر بدست آورد او راست ؎

تیغ ابرو سے قتل کر ظالم ‌ ‌ ‌ کون احسان اوٹھائے خنجر کا

اوس غیرت چمن کو جو پہلو مین پائے دل ‌ ‌ ‌ پھر سینہ مین خوشی سے نہ پہولون سمائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا
قابل ہی تہا اسی کے یہی تہی سزا دل

ہوتے مرے غیر پر نگر ظلم
کیا یار ابہی سے مر گئے ہم

آپکی سنکے بار بار نہین
ابتو ہان کا بہی اعتبار نہین

دل شگفتہ ہوا کی سیر چمن شاد رہے
باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

سحر مرزا افضل علی لکھنوی خوش باش جوار کلکتہ تلمیذ مرزا علی جان شفق ۵

نکالین صلح مین الجہن کی باتین
دیا بوسہ تو پیچ وتاب کہاکر

کہولا و چشم افسون گر مین سرمہ
دکہاؤ سحر کو جادو جگا کر

سحر منشی عبد المجید از باشندگان کاکوری فرزند غلام مینا ۵

نام کو مجہہ سے نہ الفت نہ ملاقات رہے
انکو بہی آپ وہین رہیے جہان رات رہے

یہہ شب وصل مین گردونکی عداوت دیکہو
صبح ہوتی ہے مرے گہر مین پہر رات رہے

سحر شیخ امان علی نقد محمد امین لکھنوی موطن تلمیذ رشید برق دیوانے دارد ۵

جو کچہہ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا

منہہ کو آئینہ مین کیا دیکہکے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

سحر راجہ نواب علی خان ابن امیر علی خان از عمائد خیر آباد گزشتہ ۵

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچہا
ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرین گے

حور و نہین کہان ناز و ادا صورت انسان
جنت مین بہی دنیا کے مزے یاد کرینگے

سبز مرزا زین العابدین خان چشم و چراغ نواب سالار جنگ از علم بہرہا داشتہ بزرگانش بہ بارگاہ فرخ سیر باریاب بودند او دیوانے مجلد و ضخیم گزاشتہ او راست ۵

بے تکلف تہے دل کے لینے تک
ہم سے اب آپ منہہ چہپاتے ہین

ہماری آہ پر ہنستا ہے کیا تو
دکہا دینگے تجہے اسکا اثر ہم

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نجاؤن سر سبز — کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان رکن رکین جہان آباد است دیوانے و تذکرہ ریختہ نشانمند خویش گذاشت اوراست ؏

کوچہ یار مین خوابیدہ اس آرام سے ہون — شور محشر کو بھی ہو ویگا جگانا مشکل
دیدہ تر سے لگا خط کو نہ اوسکے تو سرور — یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے
عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے — ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے
مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین — قصہ ہی زندگی کا یہہ سب نقصان تھا

سرور مرزا رجب علی بیگ ابن مرزا اصغر علی از اہالی لکھنؤ بودہ است با نوازش حسین خان نوازش تلمذ داشت در خطاطی و موسیقی بہرہ اش بود فسانہ عجائب و شگوفہ محبت و گلزار سرور وغیرہ اورا یادگار است ؏

ہزار صدمہ یہ دل نے ہمارے آہ بھی نکی — جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی — مرتے مرتے کام آئے یہہ ہمارے ہاتھ پاؤن
یہہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا — گلے سے مل گئے سب بیچ در کنار رہا
ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے — کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے آتے ہین

سرور مرزا عزالدین باشندہ دہلی داماد ابو ظفر بادشاہ تلمیذ ذوق ؏

ہوتے ہین آپ چین بجبین بات بات پر — یہہ ڈہنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی

سعادت سید سعادت علی از باشندگان امروہہ ہمعصر سودا است ؏

یار سے جو رقیب لڑتے ہین — یہہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید مرزا آغا نجف نور دیدہ مرزا امیر بیگ از سکنائے لکھنؤ خوش باش کلکتہ از تلامذہ مرزا مہدی قبول اوراست ؏

گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی — عینک لگائیے چرخ مہ و آفتاب کی

غمزۂ و ناز و عشوۂ و انداز	انہین دو چار نے تو مارا ہے
شوق نے تاب اور مضطر کر دیا	چٹکیان لیکر دل ناشاد مین
تجہہ سے ظالم کے جور اوٹہاتے ہین	یہہ دل اور یہہ جگر بچارا ہے
اگر بگڑی ادا زلف دوتا کی	اوڑا دون دہجیان باد صبا کی

کہڑے ہین کب سے اے ساقی لئے ہم در پہ پیمانہ
نہو جائے گا خالی ایک دو چلو سے میخانہ

سلیم اکسیر ہے مجھکو غبار کوچۂ جانان	اوڑاون خاک جنگل کی نہین مجنون سا دیوانہ
درد فراق اوس سے بیان کیجئے تو وہ	کہتا ہے رہنے دیجئے بس بس سنا سنا
تم تو سلیم کہتے تھے اوس سے لڑینگے ہم	تم آج وان گئے تھے کہو کیا کہا سنا
جلوہ گر آنکھون مین جسدم لب جانان ہوگا	تار نظارہ رگ لعل بدخشان ہوگا
دیدۂ دل سے نہان ہوگی اگر زلف تری	صحن گلزار ہمین گوشۂ زندان ہوگا

سلام نجم الدین علی خان ولد شرف الدین علی خان پیام متوطن شہر اکبر آباد بودہ است

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ	درازی رات کی بیمار سے پوچھہ

سودا میر محمد رفیع ابن محمد شفیع کابلی موطن و دہلوی مسکن مرد میدان سخنوریست و آفتاب سپہر نکتہ پروری در ستایش اولب کشادن داد خامہ فرسائی دادن است دانا داند و شناسا شناسد کہ پایۂ سخن او از کجا بہ کجے می رسد آرے خوردہ گیران از جہت ہجو و مذمت گفتارش را نمی پسندند مگر این چہ بلا تعصب بیجاست کہ از راہ انصاف فرسنگہا رفتند اگرچہ ہجو و مذمت فی نفسہ کار نکو ہیدہ است امّا اقتضاے سخن فہمی آنست کہ ہر سخن را روش ہمان سخن بنگرد گرفتم کہ سودا کام براہ ہجو بیشتر کشادہ و بہ جادۂ مذمت پا نہادہ اما دیدنی است کہ دران ہم بچہ عنوان افسون سخنوری

دمانیدہ است وسکہ نغز بیانی باقلیم سخن نشانیدہ المختصر بہ تلمذ شاہ حاتم نسبت دارد از نواب آصف الدولہ بخطاب ملک الشعرا مخاطب گشتہ و سخن آشنائی بران ربا نیاوردہ در سنہ ۱۱۹۵ براہ عدم پانہاد و کلیات او را یادگارست ٥

صحبتونکا نہ کرو غیر کی مجھہ سے اخفا — کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نتھا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا — دروازہ کیا قبول کا معمور ہوگیا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہی متوالا

غیرونکی بات پر نکہون کان مت رکھو — لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کیطرف

سودا کو کہتے ہین کہ ہی اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہہ حرف بھی مشہور ہوگیا

کہتے تھے ہم نہ دیکھہ سکین تجھکو غیر پاس — پر جو خدا دکھائے وہ لاچار دیکھنا

ابتو مین چھوڑنیکا نہین اوسکو ناصحا — ہونی جو کچھہ تھی قبلۂ حاجات ہوگئی

غنچہ سے مسکراکے اوسے زار کر چلے — نرگس کو آنکھہ مار کے بیمار کر چلی

یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا — نظرون مین سو طرحکی حکایات ہوگئی

دہن غنچہ کا جب دیکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہتا کسی سے یاد آتا ہے

اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین — پر اتنا ہی کہ ان دونو سے میرا جی بہلتا ہے

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے — باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

تنہا رہے ماتم مین نہین شام سیہ پوش — رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

تجھہ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دہر دے — پیارے یہہ ہمین سے ہو ہر کاری و ہر مردے

بھر نظر تجھکو ندیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے — حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور — آیندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوب رو — زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز مولوی عبد الکریم بخت جگر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی عذوبیت از ناصیۂ گفتارش پیداست ؎

ہوتے ہی ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا — راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی — رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
کوئی افسانۂ غم دل کے برابر نہوا — لکھے سو حرف پر اک حرف مکرر نہوا
تو مر جائیے کہین سوز غم مین رک رک کر — ذرا تو حال کہا کر کسی سے یار اپنا
ظالم ترے تشنون کا گلو تر نہین ہوتا — جب تک کہ روان حلق پہ خنجر نہین ہوتا
تو بھی دے چاہی جس انداز سے آزار مجھے — مین بھی دیکھون کہ ترے ساتھ ہی کیا پیار مجھے

سوز محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی مولد بخاری موطن مقیم لکھنؤ در خط طے مشاق و بہ تیر اندازی شہرۂ آفاق بودہ پیشتر میر تخلص میکرد چون میر تقی بہ لکھنؤ رفتہ سوز تخلص گزید کلامش سنجیدہ و نکوست بما ناگواہ فکرت اوست او راست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہوگیا — آہ یارب راز دل ان پر بھی ظاہر ہوگیا
تن چاک سینہ سوزان مثل داغ چشم گریان — تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین ہے پالا
اسیر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے آیا

کی فرشتونکی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
گیسو اے باد صبا بکھرے ہوئے یارونکو — راہ ملتی ہے نہین دشت کے آوارونکو
قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہی تو کس کا — دہشت سے اوسے یاد مرا نام نہ آیا
قتل سے یہ بگنہ راضی ہیں اپنے اس لئے — ہاتھ مین اگر روز تو دامان قاتل ہوئیگا
مین اگر قید حیا سے چھوٹون — ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

سر زانو پہ ہوا وسکے اور جان نکلجاے
منہہ دیکہو آئینہ کا تری تاب لا سکے
اشک خون آنکہون مین آکر جم گئے
مثل نئے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
فرض کیا مین نے وہ ہے سنگدل

مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جاے
خورشید نکلے آنکہہ تو تجہہ سے ملا سکے
دور کے بھی دیکہنے سے ہم گئے
کچہہ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے
آہ مین اپنے بہی اثر چاہیے

سیّاح میاں نداد خان ابن عبد اللہ خان تلمیذ غالب دہلوی باشندہ اورنگ آباد عمر ہا بسیر و سیاحت ماندہ مدتہا برفاقت نواب غلام باباریئس سورت بسر بردہ گویند کہ بعلت جرم دایم الحبس گردیدہ طبع شگفتہ دارد اوراست ہ

عبث جاتا ہے کعبہ کو خدا نزدیک ہی دل سے
کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بے وفا سمجہا
بچھاتا خار غم ہی وان جہان بستر لگاتا ہون

تو کیا نادان ہی زاہد فائدہ تحصیل حاصل ہے
سمجہہ اوس بدگمان کی سارے عالم سے نرالی ہے
کہٹکتی میری دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

حرف الشین

شاد شخصے از باشندگان بڑہانہ بود بر روئداد او آگہی دست نداد ہ

خون ٹپکے تہا آنکہونسے لگے جہڑنے شرر ہی
کامل ہوئے فن اپنے مین یہہ دیدہ تر ہی

شاد شیخ محمد جان فرزند وارث علی باشندہ لکہنؤ تلمیذ میر کلو عرش و در پارسی از مرزا علی اکبر شیرازی اصلاح میگرفت اوراست ہ

جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مرے پر
مردے کی روح کو بہی گہر سے نکالتے ہین

شاد فضل علی از تلامذہ مصحفی بودہ دیوانے گزاشتہ اینکہ از گفتارش بہم رسید ہ

عجب کمبخت وہ ساعت تہی اے شاد
لگا تہا جس گہڑی اوس سے مرا دل

شادان مرزا حسین علی خان دہلوی فرزند مرزا زین العابدین خان عارف
مرزا نوشہ با صلاح گفتارش پرداخت و راست ہ

شادان نے دل لگا کے بتو نسے بُرا کیا		اوس سے یہ راز عشق چھپا یا نجائیگا

شادان رحمن بخش بن فیض بخش تاجر از شاگردان عبد الغفور خان نساخ وطنش
فرید پور بود اما از نیرنگی زمانہ بزرگان او بکلکتہ اقامت گزیدند ہ

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہسکر		بھلا کہئے تو پھر سے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر دنیا پہ دیتے ہو کیون گالیان مجھے		گر جی میں چاہئے آپکا اچھا نہ کیجئے ؛

شاعر میر بسم اللہ از سکنائے لکھنؤ ابن میر نوروز علی شاگرد کرامت علی خان
فرخ دیوانے دارد ہ

سنین سو گالیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر		پھر اب آزردہ کیون ہی تو حساب دوستان در دل

شاکر شاہ شاکر علی دہلوی موطن مرد درویش صفت و صاحب دل بود ہ

ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہی شرمانا کیا		دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر منشی عبد السبحان بن قاضی اکبر علی از اہالی کلکتہ بود و از مولوی عصمت اللہ
انسیخ باستفادہ پرداخت ہ

تڑپتے ہین ترے کوچہ مین قاتل نیم جان کتنا		تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
کا ہیدگی جسم کا ممنون کیون نہون		پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے		ہم دلمین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی مرزا بختاور شاہ بہادر خلف الصدق ابو ظفر بہادر شاہ تلمیذ رشید حافظ
قطب الدین مشیر ہ

لاے اے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل		کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو

شرر حافظ میر حافظ نبیسۂ حافظ اشرف متوطن دہلی ہ

یہہ بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا
تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا | مرنا تمہین بتو نیہ شرر کیا ضرور تھا

شرر مرزا غیاث الدین ابن قمر الدین شیدا از احفاد شاہ عالم بادشاہ و تلمیذ ذوق دہلوی ؎

ہر جفا کو تری وفا کہیے | یہہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
چشم دریاے خون ہے یا طوفان | کیا بلا ہے یہہ ماجرا نہ کھلا
تجھے دکھادون تماشا مین بیوفائی کا | یہ کیا کرون کہ مجھے منہہ ہے آشنائی کا

شفق مرزا علی جان ابن مرزا جان تلمیذ رشید بحر باشندۂ لکھنؤ دیوانش تلف گشتہ این دو بیت از وست ؎

طمع دو آنسوؤنکی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے | شفق جی بھر کے رولو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
جو بات کی اونہون نے خبر ہوگئی ہمین | حاصل ہوئی ہی عشق سے ہمکو صفاے دل

شمیم سید قدرت علی فرزند میر انتظام علی سہسوانی بزرگان او اندرین ریاست تعلق ملازمت دارند ازین جہت او ہم درینجا اقامت دارد منشی ضیا سہسوانی مصلح گفتار اوست ؎

ہجر مین آگ نظر آئی شراب گلگون | ساغر مے کو ہتیلی کا پھپھولا سمجھا
یہہ کامل کبھی سمجھا کبھی مہر روشن | اللہ اللہ ترے رخسار کو کیا کیا سمجھا

شمس میر آغا علی تلمیذ قاضی محمد صادق خان اختر باشندۂ لکھنؤ ؎

بشر کا حسن کیا شے ہی طبیعت آہی جاتی ہے | دعاؤن سے نہین کٹتی یہہ آفت آہی جاتی ہے
یہہ تو فرمائیے کب آئیے گا | لو خوشی آپکی رخصت ہی سہی
نکرو بات ادہر دیکھہ تو لو | نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشون مین | سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی

شناور صاحب مرزا ابن شاہ میرخان نیشاپوری ساکن فیض آباد اقامت گزین لکھنؤ تلمیذ آتش ہے

یاد ہین مجھکو بھی عیاری کے دستور بہت	آپ گر دور تو بندہ بھی ہی پھر دور بہت
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہمبستر بھی ہوتے ہین	اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم بھی سمٹتے ہین
دینا تھا مرا خط اوسے غیرونسے چھپا کر	اتنی بھی تجھے عقل نہ ای نامہ بر آئی

شوق شیخ الہی بخش از سکنائے اکبرآباد ملازم مرزا منظفر بخت در ۱۲۴۱ھ جامۂ ہستی گزاشت در پارسی و ریختہ دو دیوان دارد ہے

اوس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے	جون نقش پا جہان کہ یہہ بیٹھا وہین رہا

شوق مولوی قدرت اللہ متوطن موضع موی منمضافات سنبھل مرادآباد مقیم رامپور افغانان از علما رمشاہیر بودہ است این بیت ازوست ہے

اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی	کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوکت میر حسین علی از عمائد دہلی بود چہ خوش نغمۂ شیرین میسراید ہے

جرم سے مستی کے کعبہ مین نہو رہ تو نہو	میکدہ کا تو خدا کے فضل سے ہے در کھلا
اوس سنگدل کے دلمین تو تاثیر کچھہ نکی	کیا فائدہ فلک سے جو نالہ گزر گیا
جی لگ گیا قفس سے ہمین کچھہ نہین خیال	موسم بہار کا کدہر آیا کدہر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام	معلوم ہی نہین کدہر آیا کدہر گیا
شکر مین کرنے لگا تھا یہ جفائے یار سے	لب تک آتے آتے وہ سب حرف افغان ہوگیا
وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی	دلکے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہئے
شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر	وہ مرتے مرتے یہہ بھی بڑا کام کر گیا
تھی عار جنکے نام سے کی اون کی التجا	لگ جائے آگ اس دلِ خانہ خراب کو

جبکہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل ۔ اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

شہرت مرزا حاجی بن مرزا قیام الدین از اولاد شاہ عالم بادشاہ تلمیذ عبد الرحمن خان احسان گفتارش ہمہ مایۂ انتخاب است او راست ۵

پھوٹ کر رونے سے اپنے زخم دل خندان ہوا ۔ ہم اگر روئے بھی تو اس رونے پر ہنسنا ہوا

کچھ نشان مجھہ بے نشان کا بعد مردن بنگیا ۔ حسرتین ہو ہو کے اکجا جمع مدفن بنگیا

مہلت بقدر گردش ساغر تو دے فلک ۔ ساقی کو ڈھب پہ لائے ہین سو التجا سے ہم

تھوڑی امید وصل پہ رسوائیان ہوئین ۔ جان دینی اب قبول یہ کرتے دعا نہین

لبون پہ آنے نپایا تھا اپنے حرف امید ۔ کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

نہ چھوٹا زلف سے دل اور نہ دل زلفین بنانے سے ۔ یہہ وہ جنجال تھا جس سے نہ تم نکلے نہ ہم نکلے

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبد الرسول خان عروضی لکھنوی با مصحفی و نصیر دہلوی نسبت تلمذ داشت در عروض و سیاق دستگاہ بلند و پایۂ ارجمند بہم رسانیدہ بیشتر در سیاحت ماندہ در ۱۲۵۶ھ بعد ادائے حج بیت اللہ بمدینہ منورہ رسیدہ چون نظر بر روضہ مطہر گماشت قالب خاکی گزاشت دیوانے دارد ۵

نام بیت کا سننے سے جسے غش آتا ہو ۔ وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

جلد انصاف ہو چکا خلق کا اے داور حشر ۔ پھر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

وعدۂ شام پہ کی ہمنے عبث جاگ کے صبح ۔ وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا ۔ ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

شہیدی حشر کے دن بھی بمار ہو چکا اٹھنا ۔ یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم ۔ گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا ۔ لے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا

بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
سنتے ہین کہ ہاتہ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا

گر کچہہ نہ ملا تو شہیدی آو سیکے ہاتہ
خنجر تو یون گلے پہ مرے بار ہا پہرا

کانون سے سُنا کرتے تہے ہم جادو ہے اک شی
آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا

ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا
یہہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا

ظالم کبہی تو بام پہ آ جا کہان تلک
بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکہکر

یا کیا نہ ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پہ
لا کے پروانہ چراغ اور گل چڑہائے عندلیب

ہوئے عشاق نوازی کے وہ دلسے مصروف
ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

بیقراری دل کی مین کیونکر جتاؤن یار کو
سینہ پہ جب ہاتہ رکہتا ہی ٹہر جاتا ہے دل

مین تو سمجہاؤن ہزار اوسکو شہیدی لیکن
میرے سمجہانے سے کب یہہ دل شیدا سمجہا

دل مین یہہ سوچ کے شرمندہ سا رہجاتا ہے
گہر مین سن سنکے وہ چرچا مری رسوائی کا

اغیار کا منہہ تہا مجہے محفل سے اوٹہاتے
سچ یون ہے تری رنجش بیجا نے اوٹہایا

میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تہا
اپنا لاشہ اوٹہتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

سو نہ دو تم دو ہی دو بوسے ولے اک ڈہب کے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
دن عیش کے گہڑیون مین گزر جاتے ہین کیسے

قتل کرتا ہے مجہے وہ اپنا عاشق جانکر
ہاتہ سے اوسکے گلے پر میرے خنجر کیا چلے

مدعا گر کام دل ہے یار سے +
دن مین سو آسکتے ہین بازار سے

ظلم و جفا کا طور و طرز آنکھون دکہا دیا کہ یون
مہر و وفا کے باب مین منہہ سے نہ کچہہ کہا کہ یون

شیرین تخلص حضرت عفیفۂ دوران و معصومۂ زمان بزم افروز ابہت و اجلال مسند آرائے جاہ و اقبال زیب اورنگ سروری درۃ التاج برتری جناب

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ المخاطب برئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند کارگیاے
ریاست بھوپال دام ظلہا العالی علی العالمین بالاقبال والاجلال ترجمۂ حافظہ حضرت ایشان
در صبح گلشن و شمع انجمن بہ بسط تمام سمت نگارش یافت و محامد و محاسن جمیلہ ایشان
کالشمس فی نصف النہار روشن تر است محتاج گزارش نیست سال ولادت ایشان
از خورشید اقبال ۱۲۵۴ دریاب در اوائل از انچہ بریختہ فکر فرمودہ دیوانے ترتیب دادہ
کہ بتقالب طبع ریختہ شد بیشتر در پارسی گفتار فکر میفرماید کسے را از ذکور و اناث نشنیدہ باشی
کہ با این ہمہ اشتغال عظام امور ریاست و ہجوم کار و بار سیاست و عدالت در
تنگناے سخن باین عنوان شایستہ پا گزاشتہ باشد درینجا چند ابیات از گفتار سابقہ
ایشان انتخاب زدہ نذر دیدۂ ارباب بصیرت می نمایم چہ زیبا می فرماید ؎

پہلی سی رکاوٹ نہین اب ہی نظر لطف	آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بھی تری زلف نے کافر	اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
تم وہ نہین رہے ہو تو ہم بھی نہین ہین وہ	اسوقت مین جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا
سرخرو ہونیکے قابل کیا حنا تھی مین نتھا	آپکے قدمونکے نیچے اوسکو جا تھی مین نتھا
حال دل کہنے کے قابل ہی نہین ہم کیا کہین	تم کبھو بھی نہ پوچھو ہمسے تمکو کیا ہوا
قابل پابوس ہی کیا ہم نہین ہین آپکے	کیا خطا کی ہم نے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین	ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
کیون نہ آتے ہی وہ اوٹھ جاتے مرے پہلو سے	بیٹھنا دیر تلک منع ہے بیمار کے پاس
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے	دنیا مین اسطرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

شفیقہ اعظم بیگ خان متوطن لکھنو تلمیذ جرأت ؎

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم	بیٹھے منہہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

شیفتہ نواب محمد مصطفی خان بہادر خلف ارشد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضے خان بہادر مظفر جنگ از عمائد دہلی بودہ است در ریختہ بمومن خان دہلوی تلمذ داشت و در پارسی از مرزا نوشہ باستفادہ پرداخت گفتار دلنشینش روح فصاحت است و جان بلاغت و سخن شیرینش بیخ لطافت ست و اصل سلاست در سنہ ۱۲۸۶ کوس رحلت نواخت و تذکرہ و دیوانے یادگار گزاشت این نغمہ شیرین از جوش فکرت اوست چہا خوش گفتہ ع

آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی	شیفتہ ضد یہ جو اپنے وہ ستمگر آیا
کون کہتا ہی کہ ظلمت مین کم آتا ہی نظر	جو ندیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا	پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
سب باتین اونہین کی ہین یہہ سچ بولیو قاصد	
	کچہہ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار	شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا	خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھکر
کچہہ ہم سے خفا رہین کبھی اونسے خفا ہم	مدت سے اسیطرح نبھے جاتی ہی باہم
آنکھونسے یون اشارہ دشمن ندیکھتے	ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیون مین ہم
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملئے	کہتا ہی کہ کیا مین بیوفا ہون
ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا	آفت تو یہہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
غیر سے حرف تمنائے جفا کہتے ہو	کس سے کہتے ہو تمھین خیر ہی کیا کہتے ہو
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار	وان کچہہ نہو تو جوش یہان اسقدر نہو
خجل ہون آپ مین بیوقت اپنے آنے سے	تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
ایسے جفائے یار مین پائے مزے کہ بس	منکر ہی ہو گیا مین عذاب الیم کا
یاس سے آنکھہ بھی جھپکی تو توقع سی کھلی	صبح تک وعدہ دیدار نے سونے ندیا

نہ لکھا تھا غمِ ناکامیِ عشق	جواب نامہ بے مدعا کیا
میرے آنے سے تم اوٹھہ جاتے ہو	بزم دشمن مین گنجاؤن کیونکر
ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کا ہیکو تھا	شیفتہ اوسکو تو لو تم سے محبت نکلی
ناصح تری زبان ترے بس مین نہو تو پہر	انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے
پہر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ	اوٹھہ گئے جب آپ کوے یار سے
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی	اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی
بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہہ سمجھکر	یہہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

شیخ محمد جان باشندۂ لکھنؤ در خوشنویسی ید طولے دارد بیتے از گفتار سابقۂ او گوش خوردم کہ بضبط کتابت درآوردم ٥

الفت مین اونچ نیچ نہ سوجہی جہان کی	پوچہی زمین کی تو کہی آسمان کی

حرف الصاد

صابر مرزا قادر بخش فرزند مرزا اکرم بخت بہادر نبیرۂ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی با عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی نسبت تلمذ داشت تذکرہ و دیوانے بزبان ریختہ یادگار خویش گزاشت ٥

کیا ہمکلام ہون کہ خدا نے بنا دیا	اے یار بے دہان تجھے اور بے زبان مجھے

صاحب شیر زمان خان نبیرۂ و تلمیذ عبد الرحمن خان احسان متوطن دہلی وہم از ذوق دہلوی استفادہ داشت او راست

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا	ہرگز کبہی تیشہ کا سرا اوپر نہین ہوتا
ذرا آنکہون مین رکہنا اوسکو صاحب	کہین یہہ طفل اشک ابتر نہووے

صادق صادق علی خان المعروف بہ میان سیتا بیگ تلمذ بخش جرأت مصلح گفتار اوبودہ این رباعی از گفتار اوست ؎

کس سے کہون آہ جا کے حالت دلکی | گھٹتی جاتی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی | افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح مرزا مصلح الدین ابن مرزا حسین بخش نبیسہ ابو ظفر بادشاہ از ارشد تلامذہ مرزا پیارے رفعت او راست ؎

نکلتی جان تو کیونکر نکلتی | کہ دم تو یار مین اٹکا ہوا تھا
وہ لوگ کون تھے کہ جو برسون ستم سہے | اپنا تو دو ہی دنمین عجب حال ہو گیا
ہمکو تو دل لگی مین اوٹھی ہین جلاتین | سو دل خدا جو دیوے تو سو جا لگائیے
زندگی کی کوئی صورت نہین آتی ہے نظر | درد دل مین یہہ اوٹھا ہے کہ خدا خیر کرے

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین حسین از باشندگان سہسوان از قدر افزائی رئیسہ عالیہ اندرین ریاست تعلق ملازمت دارد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ دستگاہ دارد مثنوی شوکت خسروی بروش سکندر نامہ بمدح رئیس رامپور نتیجہ فکر اوست میگویند کہ بارہا گفتار خویش گرد آورد و بدیگران قسمت نہاد امروز بیش از دو سہ غزل از آن او نخواہد بود این ابیات چند او راست چہ خوش گفتہ ؎

شب وصلت ہی خلوت مین نہ غیر آمد لقا ٹھہرے | نہ اندیشہ رہے دلمین نہ آنکھون مین حیا ٹھہرے
کرے وہ قتل یا چھوڑے صبا ہی اختیار اسکو | وہی مرضی ہے اپنی بھی جو قاتل کی رضا ٹھہرے
جیتے جی موت کی بھی یاد نہ بھولے انسان | رہے عالم مین نگاہ در ہی عالم مین رہے
یان شوق کی کثرت ہی تو وان شرم بڑی ہے | جھگڑا ہے سوالات ہے کم دیکھیے کیا ہو

صبا میر وزیر علی ابن میر بندہ علی لکھنوی موطن تلمیذ رشید آتش در ۱۲۷۱ از پشت اسپ بر افتاد و جان بداعی اجل داد سخن شایستہ میفرماید ؎

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے — کیونکر کہونگا جب یون عتاب ہوگا
لے گیا چھین کے دل مہ بت پرفن کیسا — رہ گئے دیکھتے منہہ شیخ و برہمن کیسا
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار — وہ ابتداے عشق تھی یہہ انتہاے عشق
تجربہ دونونکی جان بازیونکا کردم قتل — امتحان غیر کا میرا سر میدان ہوجاے

صبا کانجی مل فیروزآبادی موطن ولکھنوی مسکن شاگرد مصحفی در عین شباب درگذشت و دیوانے یادگار گزاشت ازوست ؎

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ آیا — جسکے لئے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا
مجھے آتا ہے تجھپر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین — لئے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا مرزا راجہ بشنکر ناتھہ بہادر ولد راجہ رام ناتھہ بہادر تلمیذ سعادت یار خان رنگین این دو بیت از نتایج افکار اوست ؎

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھہ سے یار کا — دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا
ہون مین صدقے ترے بہانے کے — خوب ڈہب یاد ہین نہ آنے کے

صبر اجودھیا پرشاد کایستھہ باشندۂ شاہجہان آباد از منشی بسنت سنگہ نشاط وشاہ نصیر باستفادہ پرداخت ؎

خزان کے روز تو رو رو کے باغ مین کاٹے — پھنسے قفس مین جو اب موسم بہار آیا
صبر کب دیتے تھے ہم اوس کاکل پیچان کو دل — آپ سے مانگا تو پھر موقع نہ تھا انکار کا
بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان — ہم جانتے تھے عشق مین کچھہ عز و شان نہین

صدق شیخ محمد اشارت علی خلف شیخ نوازش علی کمبوہ از سکنا ء میرٹھہ بامظفر خان گرم تلمذ داشت ازوست ؎

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہوگیا
مین کہان وہ کہان کہسان جلسے — چشم بد لگ گئی مقدر کو ؎

صریر محمد میر خان شنیدہام کہ یکے از تلامذۂ میر امداد حسین صغیر بودہ زیادہ برین آگہی نیافتم ؎

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالئے اک بوسہ کڑا دل کرکے

صفدر تخلص نواب صفدر علی خان ابن نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم والی رامپور عم عالیمقدار نواب کلب علیخان بہادر فرمانروائے حال رامپور ست گرامی برادرش نواب محمد یوسف علیخان بہادر مغفور را در ایطل حمایت پرورد فارسی خوب میداند و خط خوش می نگارد و در فنون سپہگری مشاق است و در تصویر کشی شہرۂ آفاق در عالم سیر و سیاحت بر پری پیکرے فریفتہ شد و شعر و سخن را ذریعۂ اظہار درد دل یافتہ دل بشاعری بست منشی امیر احمد امیر کہ تلمیذ منشی مظفر علی اسیر ست اوستاد اوست ہمدرین زمانہ کہ تذکرہ بزم سخن زیر تدوین ست دیوان خود را کہ حاوی اصناف کلام باشد فرستادہ است بندے ازان بطریق انتخاب نذر شایقین کلام کردہ میشود ؎

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون — ہمراہ میرے چرچا ہو گا ضرور تیرا
ہرچند وہ خفا ہے صفدر یہی عذر لازم — چل تو معاف کر دے شاید قصور تیرا
وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا — کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہی شہرہ دور کا
کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے — جوبن ہے ہمیہ نام خدا پھر کسیکو کیا
مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا — جناب خضر کہیہ آب بقا شراب نتہا

کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خوفناک نہ طوق سے — سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف — تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رکھا
بڑی بات یہہ ہے کہ قاصد کسی نے — لکھا ہے ہمین خط مین شیدا ہمارا
ذرا بزم سے اوٹھہ کے خلوت مین سنلو — خدا جانئے کیا مدعا ہے کسیکا

فغان کو سنکے مرے تو عبث بگڑتا ہے — مرا گلا ہے مرا منہہ مری زبان صیاد

مین نے کہا جو اونسے کہ شکوہ ہین بہو — آنکہین جہکاکے بولے کہ کس اعتبار پر

قصد چلنے کا ہے مقتل مین مبارک ہو مگر — اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکہکر

ہے ابتدائے محبت مجہے تمیز نہین — کہان کلام کرون اور رہون کہان خاموش

یہہ کہکے پہیر دیتا ہے قاصد کو یار خط — لونگا جو ایک مین وہ لکہین گے ہزار خط

ہاتہہ پہیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے — سہل سی بات کو کر دیتا ہے دشوار لحاظ

کیا تکلف ہے جو دم بہرتے ہین بسمل تیرا — بات جب ہے کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

گلے مین مرے ہاتہہ وہ ڈال کر — یہہ کہتے ہین صفدر منالے ہمین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ — کس ناز سے وہ کہتے ہین بس اب دہن نہین

کوئی آشنا تو بتادے کہ حسینان جہان — دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر — وہ بات کہہ کہ آئے کسی کے خیال مین

ماتم کشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین — موت خزان مین آئی تہی پہول ہوے بہار مین

نہین آتی ہے شرم سے باہر — یہہ دولہن ہے کہ آرزو دل مین

صبح جو اوسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا
ٹہنڈے ٹہنڈے گہر کو سدہارو آج کی صحبت عام نہین

جوانی جا چکی پیری بہی آئی — بس اب آگے قضا ہے اور مین ہون

آگے دور آہے مین پہنسنے فکر ہے کس طرف چلین
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین یار ساکہ یون

صفدر یہہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملین — کچہہ روئین کچہہ گلہ کرین کچہہ گفتگو کرین

وہ توڑکر چوڑیون کو اپنے یہہ بولے میرے کفن مین رکہکر
کہ محشر مین ڈہونڈ لینا کسی جگہہ اس نشان سے ہمکو

بیچین کر رہا ہے کیا کیا دل و جگر کو	ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گہر کو
وہ چلتے ہین اوبہر کر جوش مستی مین تو کہتی ہین	نہین کچہ مال چوری کا چہپاؤن کیون نہ جوبن کو
احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے	دشمن مرے کیا کرنے لگین پیار کسیکو
خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے	رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ
شکوونکا کچہ جواب جب اونسے نہ بن پڑا	گردنین میری ڈال دیئے سرکا کے ہاتہ
گھونگٹ اولٹ کے اوس نے شب وصل یہ کہا	کچہ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتہ
دکہا کر وہ تلوار کہتے ہین مجہ سے	خبر ہے تمہین کیا ہوا چاہتا ہے
کچہ تو دل کو خوشی ہوا ے صیاد	جہوٹ کہدے کہ اب رہائی ہے
وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اوٹھائے ہوئے
اغیار جو آجائین تو کچہ مجہ سے نہ کہنا	چپکے سے کہا یون مجہے سمجہا کے کسی نے

صفا مرزا سعید الدین عرف ننہے برادر و تربیت یافتہ مرزا رحیم الدین حیا زاد بوش دہلی ست او راست ؎

روز کے ظلم و ستم انصاف کر	چرخ اتنا دم کہان انسان مین

صفا پیرن شاہ بن رتن شاہ باشندۂ دہلی از تلامذۂ ذوق بودہ است ؎

چپ رہیئے خدا کے لئے اسحضرت ناصح	اسوقت خدا جانے مراد ہیان کہان ہے

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ ساکن قدیم کرنال خوش باش دہلی ؎

نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا	نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
اسطرح سمجہاتے مجہے ناصح کہ دل سمجہے مرا	بند کرنا اور ہے اور سر پہرانا اور ہے

صفیر نور خان ساکن میرٹھہ از شاگردان میر حسین تسکین ؎

آپ خنجر بچائیے اپنا	دہیان سودائی کو نہین سر کا

صولت قاسم علیخان بن کاظم علیخان حیران متوطن بنارس ؎

ملتے ہو رقیبون سے مرے گہر نہین آتے	اللہ تمہین اتنی بہی فرصت نہین ملتی

ضاد معجمہ

ضابط مہر علی خوش باش شاہجہان آباد طب نیکو میدانست ؎

یون تو ہر ایک سے وہ خلق سے پیش آتا ہے	پر ہمین سے نہ کہی اوس نے کبہی پیار کی بات

ضامن حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبر آباد ملازم سرکار حیدر آباد بود و شاہ نصیر را مصلح گفتار خویش نمود اوراست ؎

تمکو کیا کیا وفا کے دعوے ہین	خیر کہئیے مجہے یقین آیا
کون اوٹہکر گیا کہ تو ضامن	ابتلک آپ مین نہیں آیا
حاضر ہین دونون چاہے اسے چاہو اوسکو لو	جان آپکی ہے دل بہی مری جان ہے آپکا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی موطن عظیم آبادی مسکن در ۱۱۹۴ھ داعی اجل را لبیک گفت اوراست ؎

صاف تہا جب تک تو ہمکو ہی جواب صاف تہا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجہے کچہہ یاد ہے اے ننگ خلق	آج کوچہ مین ضیا تو اوسکے پہر جانے لگا

ضیا شخصے ولی اللہ نام اکبر آبادی گذشتہ جز این قدرش ندانم ؎

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات	خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات

ضیغم حافظ اکرام احمد ابن حافظ قطب الدین از سکنا رامپور پیشتر حشمت تخلص میکرد عروض و قوافی نیک میدانست عمر در سیر و سیاحت بسر بردہ در ہزلیات و ریختی و مرثیہ مہمان تخلص کردی در جمیع اصناف سخن تا در بود سودائے کیمیاگری در سرداشت در ۱۲۸۶ھ جہان و جہانیان را گذاشت ؎

آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین ۔۔۔ پر آپکی گئی نہین اب تک نہین نہین
حور کے غم سے ہے غلمان کے صدمے مضیغم ۔۔۔ بعد مردن بہی رہا ہمکو نہ آرام سے کام

الطاء

طالب حافظ طالب باشندۂ رامپور مردے مستعد ذکی الطبع بودہ است ۵

چیر یے سینے کو شق کیجے دل دلگیر کو ۔۔۔ یہ بہی دو جا گہین اور کیا کہا گیا مین تیر کو
اشک امڈا ہے مرا ابر سے کہدو جا کر ۔۔۔ آبرو چاہے تو بچکر مرے گہر سے برسے

طالب الاپچی رام ابن سوبی رام از سکنائے جلال آباد قوم برہمن و از تلامذۂ عبد الغفور خان نساخ طبع شگفتہ دارد ۵

ہنسی سے شوم بہلا ہی کر دی جواب شتاب ۔۔۔ اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین
ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے ۔۔۔ وہ جی تمکو کچہہ خبر ہی نہین

طبیب حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی موطن تلمیذ رشید منیر لکہنوی

فتنۂ حشر بہی جہنا جہک کے قدم لیتا ہے ۔۔۔ تم تو دو ہاتہہ قیامت سی بہی بڑہکر نکلے

طپان مرزا احمد بیگ خان پور نواب عطاء اللہ خان از عمائد دہلی مقیم کلکتہ از تلامذۂ مرزا جان طپش بود در سنہ ۱۲۳۱ھ رحلت نمودہ است ۵

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو ۔۔۔ امکان نہین بجنا اک ہاتہہ سے تالی کا
کیجے دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتہہ دفن ۔۔۔ کہوئیگا زیر خاک بہی ورنہ مرے آرام کو
تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے ۔۔۔ کبہی اقرار ہوتا ہے کبہی انکار ہوتا ہے

طپش مرزا محمد اسمعیل المعروف بہ مرزا جان ابن مرزا یوسف بیگ از احفاد سید جلال الدین بخاری باشندۂ قدیم دہلی مدتے برفاقت مرزا جہاندار شاہ

بہ لکھنؤ بسر بردہ و روزگارے بمعیت نواب شمس الدولہ بہادر بہ ڈہاکہ گزرانیدہ در سنسکرت مہارتے کامل داشت و از خواجہ میر درد باستفادہ سخن پرداخت کلیاتی دارد

ایسی کیا کی ہے دلا ہمنے بتو نکی چوری	دیکھکر ہمکو جو یہ آنکھہ چرا لیتے ہین
نی پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے	ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
سر رخ اپنے لہو سے تری دستار کرینگے	آخر کو ہم الدن ترے سر چڑہکے مرینگے

طرب مولوی رحیم بخش نبیسۂ شیخ نور محمد قادری متوطن تہانیسر اقامت گزین دہلی از عبد الکریم باستفادہ پرداخت اوراست ۵

مرغ دل مشتاق ہر تیرے مژہ کے تیر کا	دل نہ توڑا چاہئے صیاد اس نخچیر کا
قتل تو کرتا ہے ہمکو پر یہی ہون برگشتہ بخت	خوف یہہ ہے منہہ نہ پہر جائے تری تلوار کا
اے طرب عشق سے پرہیز ہے لازم تجھکو	جان جائیگی کسی بت پہ اگر دل آیا
آفت زدہ تہے اور بہی دنیا مین اے فلک	کیا خاک مین ہمین کو ملانا ضرور تہا
ہین ہاتھہ مین سفاک کے بہ تیغ و سنان آج	دو چار کے سر جائینگے دو چار کی جان آج
ہوائے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے	نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکہتے

طرز احمد حسین دہلوی تلمیذ مرزا خدا بخش قیصر ۵

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہمنے ورنہ	نی گریہ بے اثر تہا نی نالہ نارسا تہا

طور محمد رضا پور مرزا اعظم بیگ لکھنوی از تلامذۂ برق دیوانے دارد ۵

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان دین یا کہ حضرت نے	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

الظاء

ظالم ظالم سنگہ قوم برہمن دہلوی مسکن ہر دو زبان فارسی و ریختہ نیک میدانست ۵

دن تو رو پیٹ کے کاٹے لیکن	ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر رام پرشاد کھتری از سکنار دہلی واز تلامذۂ مرزا رحیم الدین ایجاد بودہ است اوراست

بیچے دل اون بت بیداد گر سے کیا ظاہر	کہ سادگی پہ وہ عیار ہے زمانے کا
ظاہر گر ایک بار بھی جاوے تو یون کہے	آنا مجھے پسند نہین بار بار کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یان	مین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر خواجہ محمد جان باشندۂ دہلی از تلامذۂ مرزا مظہر رحمہ

اے آہ اسقدر تو گر بے اثر نہوتی	ممکن نتھا کہ اوسکے دل کو خبر نہوتی

ظریف میر امان اللہ اصلش از لاہور است از دگرگونی دوران بہ لکھنؤ توطن گزید

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جئے صد افسوس	مرکے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جانے ہے

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ خلف الرشید سلطان جہان محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی در خطاطی دستے بلند داشت و در سخن پایۂ ارجمند گفتارش اگرچہ سادہ پرکار است اما ہمہ اش خاطر شکار است محاورہ گوئی از آن اوست و معاملہ نویسی زیر فرمان او سخنگوئی از شاہ نصیر و ذوق آموختہ و کمتر ایام با غالب مشق این فن کردہ در رنگون بعمر نود سالگی در ۱۲۷۹ھ بخوابگاہ عدم برآسود چار دیوان از نتایج فکر بلند اوست

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے	بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا	اسقدر میرے گلے کے وہ ہوے ہار کہ بس
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس	نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
جو کچھ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ ای قاصد	تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
گالیان دے چکے اب نالۂ و زاری تو سنو	اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو
واہ تم صبح کو بھلے آئے +	دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے

بتون پر زاہد و گر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو	تمہین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
کبھی آ گئے وہ جو یان چلتے پھرتے	تو دیکھ ہو گئے گالیان چلتے پھرتے
جلا جی نہ دل مفت لیکر کسی کا	کہا بہی تو مان اے ستمگر کسی کا

ظہور مولوی ظہور علی ابن مولوی فتح علی ہریانوی خوش باش دہلی تلمیذ عبدالرحمن خان احسان وشاہ نصیر و مومن این بیت از وست ہ

اے اشک مرے دیدۂ نمناک سے باہر	جاتا ہے کدہر تو تو مرا لخت جگر ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ابن میر جلال الدین خوشنویس باشندۂ دہلی در خطاطی استاد ابوظفر بادشاہ ودر سخن شاگرد ذوق او راست

ہے تیری خستگی مری صورت سے آشکار	کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نجائیگا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر	حضرت سلامت آپ سے آیا نجائیگا

ظہیر سید محمد جان ابن میر یحییٰ ناظم از باشندگان دہلی سخنگوئی از والد مستعد خود آموخت ہ

یان حرف بیوفائی نکا تہا بر سبیل ذکر	ہمنے خدا نخواستہ تمکو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے پہ اتنی خفا ہوئے	کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین

حرف العین

عارف محمد عارف کشمیری الاصل دہلوی مولد تلمیذ نجم الدین آبرو پیشہ رفوگری میکرد دیوان ریختہ ازو یادگار است ہ

اس ابر مین بے ساقی و مے جی پہ بنی ہے	ہر بوند کا کہنا نا مجھے ہیرے کی کنی ہے

عارف نواب زین العابدین خان پور نواب غلام حسین خان باشندۂ دہلی

سخنگوئی از شاہ نصیر و مرزا غالب آموختہ در ۱۲۶۸ھ بساط حیات در نوردید گفتار
دلچسپ میسر اید دیوانے ضخیم دارد ہ

کہاں سے آگئی اسمیں ترے رفتار کی تیزی	کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمیں شمشیر براں کا
رسوا ہوا تو اہل وفا میں ہوا عزیز	اچھا ہوا وہ حق میں مرے جو برا ہوا
ہم تو دیوانے ہیں مجنوں کی کہے جاوینگے	ہیں حسین آپ طرفداری لیلے کیجے
عارف بتا کہ سر ہے یہ کس دنکے واسطے	پھرتا ہے آج تیغ وہ عریاں کیے ہوئے

عابد میر عابد علی ابن میر مہدی علی لکھنوی شاگرد میر امان علی سحر و انیس ہ

مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا	کیا پوچھتے ہو خاک کہوں ماجرا دل

عاجز مرزا عبداللہ بیگ ولد مرزا احمد بیگ باشندہ شاہجہان آباد از تلامذہ غا

کل تو جاؤنگی قسم کھائی تھی تم نے عاجز	آج پھر جاتے ہو اوس شوخ ستمگر کے پا
روتا ہوں تو ہنستے ہیں وہ کم ظرف سمجھکر	کرتے ہیں خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

عاشق اقبال حسین ابن نور الدین متوطن دہلی تلمیذ مرزا نوشہ ہ

ربط کچھ داغ وجگر کا ہی ہے چسپاں عاشق	ورنہ اس دور میں کوئی بھی کسیکا ہوا
توبہ تو کر چکا ہوں مگر کچھ کچھ اندنوں	دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

عاشقی آغا حسین قلی خان پسر آغا علی خان خراسانی الاصل مقیم لکھنؤ بزرگان او
در خاندان تیموریہ سرفرازی داشتند وخود ہم بہ عہدہ ہاے جلیلہ مامور ماندہ تذکرہ
نشتر عشق او راست بیتے از وے خوش آمد کہ بنگارش آوردم ہ

جس سے کہ میں پوچھوں ہوں مزا عشق کا کیا	رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

عاصی منشی امداد حسین ابن سبحان علی خان از ناسخ استفادہ سخن داشت

میں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں	رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی لاله گهنشیام راے دهلوی تلمیذ نصیر دیوانے دارد ؎

آپ ہی ٹک اپنی ابروے پرخم کو دیکھئے
تیغ دو دم کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے

عالی مرزا عالی بخت بهادر از اولاد شاه عالم بادشاه با مرزا معز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ درست داشت ؎

آب دمِ شمشیر کا کہکے ہے بیان فکر
پانی جو بہر آیا ہے لب زخم جگر مین

داخل ہوا جو یار تو قسمت کا پہیر دیکہ
معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

عزلت سید عبد الولی ولد شاه سعد الله سورتی اورنگ زیب بایشان اعتقاد داشته در جمیع علوم عربیه فضیلت تمام بهم رسانیده سخن پاکیزه می گفت دیوانے از وست ؎

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجہہ پر
یہہ ٹوٹے آئینہ مین منہہ تری بلا دیکہے

تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون
زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتہہ ہوگئی

عزیز بهکاری لال باشندهٔ دهلی تلمیذ میر درد بوده است اوراست ؎

کرے نہ یار اگر دلکو صاف کینے سے
عزیز موت بہلی پہر تو ایسے جینے سے

بات اب امتحان پر آئی
قصہ کوتاہ جان پر آئی

عزیز نواب عبد العزیز خان ابن نواب سعادت یار خان نبیرهٔ حافظ الملک رحمت خان رئیس بریلی امروز بفضله بقید حیات است سخن شیرین می آرد ؎

فرقت مین جان بہی نہ بدن سے نکل سکی
یہہ سہل کام ضعف سے دشوار ہوگیا

نام رکہین گے وہ ہم لینگے اگر نام جفا
بات شکوہ کی کہین گے تو شکایت ہوگی

عزیز راجه یوسف علی خان مخاطب به اعتماد الدوله ابن غلام رضا خان دهلوی موطن و لکهنوی مسکن علی اختلاف القولین تلمیذ محمد بخش شهید یا آتش بود اوراست

بعد رسوائیونکے یار نے پوچہا تو کیا
ساری دنیا سے برا ہوکے مین اچہا ٹہرا

دنین سو مرتبہ یہو جہہ رولا دیتے ہین ‏ اور تو کچھ نہین بس اونکو ہنسی ہی تو یہی ہی

عزیز مولوی محمد عبد العزیز دہلوی خلف الرشید حضرت صہبائی ہ

نہین ہے رحم و مروت جو تجہہ مین خیر نہو ‏ ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دلمین ڈر ہوتا

تہے نہ قابل کہ بلا واسطہ دیکہین اوسکو ‏ بت بنائے ہین یہہ جلوہ ہمین دکہلانیکو

عزیز تخلص محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری تاجیکی الاصل خیرآبادی موطن دہوپالی مسکن ست نبیرۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست و تلمیذ حضرت افتخار الشعرا شہیر ست در پارسی ہم سخن میگوید از وست ہ

وہ دلربا ہو تم کہ مجھے ساتھ دیکھکر ‏ حسرت سے لوگ کہتے ہین بخت اس جوانکے ہین

لو وہ یوسف لقا عزیز آیا ‏ قسم اللہ کی ہنسی سے نہین

عسکری عسکری احمد ابن مفتی نور احمد سہسوانی ملازم ریاست بہوپال تلمیذ منشی صبا ہ

سانس سینہ مین جو رکنے لگی آتے جاتے ‏ مین رکاوٹ کا تری اوسکو اشارا سمجھا

عسکری محمد حسن برادر و تلمیذ نادر حسین ہاشمی از باشندگان کالپی بود ہ

مارے غصہ کے وہین ہونٹ چباتا ہے وہ شوخ

لب پہ دہوکے سے جو آجاے مرا نام کہین

عسکری نے لی جنون مین خانۂ دلبر کی راہ

ایسی مطلب کی نہ سوجہے گی کسی ہشیار کو

عشق شاہ رکن الدین عرف شاہ گہسیٹا معاصر سودا باشندۂ دہلی اقامت عظیم آباد در زید دیوانے دارد ہ

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین ‏ لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق حکیم عزت اللہ خان بن حکیم قدرت اللہ خان دہلوی با حکیم ثناء اللہ فراق

نسبت تلمذ داشتہ صاحب دیوانست ۵

دل بیشمار تونے چرائے ہین زلف یار	لیوینگے بال بال کا تجھہ سے حساب ہم

عترت میر غلام علی بریلوی سخنگوئی از مرزا علی لطف گرفتہ مثنوی پدماوت کہ از عبرت ناتمام ماندہ بود باتمام رسانیدہ دیوانے دارد ۵

غیروں نے ہنسا دہ جو مرے سامنے عترت	کچھہ بس نہ چلا دیکھہ کے آنسو نکل آئے
شب وصال ہین دلبر قلق ابھی سے ہی	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

عشرت مرزا کلن بن مرزا حیدر شکوہ داماد و تلمیذ مرزا پیارے رفعت در پارسی ہم فکر میکرد ۵

قیس جنگل مین رہا کوہ مین فرہاد رہا	بے ٹھکانوں کا تمہارے ہی ٹھکانا نہوا
کشتے تو لوٹتے تہے پہ قتلگہ مین قاتل	خنجر کو دیکھتا تہا اور اپنی آستین کو

عظمت میر عظمت اللہ ولد میر عزت اللہ خان جذب بریلوی مولد و جہان آبادی مسکن از مومن خان دہلوی اکتساب سخن کردہ بیتے ازو دیدہ شد ۵

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ	کیا ہی اس نام سے گہبراتا ہون

عیش حکیم آغا جان دہلوی ۵

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ	جو مجھہ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین کرتے
افشائے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو	سو بیجا بیان ہین تمہارے حجاب مین

حرف الغین

غالب مکرم الدولہ بہادر بیگ خان ابن نیاز بیگ خان تورانی الاصل خوش باش دہلی تلمیذ ہدایت اللہ ہدایت در فارسی ہم فکر میکرد بزم مشاعرہ

باہتمام تمام می آراست گویند کہ بشب مشاعرہ سخنوران وتماشائیان رابمہانی خواندے وہنگامۂ رقص وسرود می افروخت درسنہ ۱۲۶۱ بعدم آباد طبل رحیل کوفت اوراست

بجلی کے چمکنے کا ہے احسان
شب چھاتی سے لگ گئی وہ ڈرکر

قصۂ درد وغم اپنا جو سنایا ہمنے
یانہ اکسر روکے اوسکو بھی رولایا ہمنے

غالب مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک خلف الرشید عبد اللہ بیگ خان اکبر آبادی مولد و دہلوی نشاءت اینست کہ زبان ریختہ ازو کمال بالا گرفت وگفتار پارسی پایۂ والا اگر اورا مجتہد سخن گویم بجاست واگر مجتہد فن خوانم روا فروزشگر دودمان فصاحت است وشمع شبستان بلاغت ستایش او محتاج بیان نیست ہر کہ بہرہ از ادراک داشتہ باشد داند کہ او کیست وگفتارش چیست در پارسی تصانیف متعدد دارد در ریختہ دیوانے گزاشتہ درسنہ ۱۲۸۵ در گذشت اوراست ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہو جائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو ؛
اک تماشا ہوا گلہ نہوا ؛

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اگلے وقتونکے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

زہر ملتا ہے نہین مجھکو ستمگر ورنہ — کیا قسم ہے تیرے ملنے کی کہ کہا بھی نہ سکون

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل — انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھہ رکھون — مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین

دل کو نیاز حسرت دیدار کر چکے — دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھہ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمھین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہے

زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے — دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

گو ہاتھہ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

غافل منور خان ابن صلابت خان لکھنوی تلمذ مصحفی اختیار نمود و برفاقت فقیر محمد خان گویا بسر بار بود دیوانے ازان اوست ه

یاد گیسو مین اوسجھتا ہے سر شام سے دل — رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے — بت ہے جو یا خدا کی قدرت ہے

غضنفر غضنفر علی خان پور غلام حسین خان کڑہ و را ارشد تلمیذ جرأت باشندہ لکھنؤ خوش گفتہ است ه

تا دم نزع نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا — آخر اک روز مین اپنا اوسے گھر چھوڑونگا

غمگین میر عبداللہ باشندۂ دہلی ابن میر حسین تسکین در رامپور قالب تہی کرد و بجا نجا مدفون گشت سخن شایستہ میگفت ازوست ه

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا
ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہادکا

غمگین مولوی عبدالقادر خان بہادر صدر الصدور مراد آباد باشندۂ رامپور یکے از فضلاء گرامی و علماء نامی بودہ است بعض ارباب تذکرہ تخلص او قادر نگاشتہ اند اوراست ؎

جو مے رہی نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندوں سے لیجے سلام شیشہ کا

غمخوار مرزا محمد علی بیگ از شعراء لکھنؤ بود ؎

تو نے صیاد دنیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

حرف الفاء

فاخر منشی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین از سخن سنجان سہسوانست و تلمیذ رشید منیر شکوہ آبادی سخن شایستہ از معدن طبع می آرد گویند کہ جز بہ فن سخن باکار و بار دیگر سروکارے ندارد دیوانے ضخیم دارد و قانون شریعت محمدی رسالہ در رد بدعات محدثہ گرد آوردۂ اوست اوراست ؎

الفت موے کمر نے یہ کیا زار مجھے
پھر گئی گہ مین جل ڈھونڈکے سو بار مجھے

تڑپنے کی کہانسے اسمین طاقت آگئی فاخر
ازل سے طائر قبلہ نما ہے آب و دانہ ہے

بھولا نہیں ہون یاد ہین صحبت کی گرمیان
ابتک مزے زبان مین تمھاری زبان کے ہین

فاخر مرزا جھینگا دہلوی جز نیقدر بر روئداد او اطلاع ندارم سخن شایستہ بر کرسی نشاندہ ؎

دشت الفت مین خضر کا کیا کام
کوئی دیوانہ رہنما ہوتا

آغوش مین ہے اور یہان جرأت نہیں ہے اوسکی
اس اختیار پر کیا بے اختیار ہین ہم

آجاؤ تم وگرنہ تھمے گا نہ مجھسے دل ‖ جاتی بدی ہے بات مرے اختیار سے

فارغ میر علی حسین خلف سید نوروز علی لکھنوی از محب علی طوبی باستفاده پرداخت او راست

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے ‖ کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
رنگین سے ہی مجھکو عشق ای بت خوبرویونسے ‖ مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ میر احمد علیخان ابن اعظم الدولہ میر محمد خان سرور از والد خویش دستگاه این فن بدست آورد

خط لیکے جو اوس سے نہ مرے نامہ بر آئے ‖ یان شرم سے آئے نہین اور اپنے گہر گئے

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان لکھنوی از میر ممنون و مصحفی فن سخن گوئی بهم رسانید

کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل ‖ ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

فدا امام الدین خان باشنده فرید آباد از تلامذه مرتضی علی خان فراق بود از وست

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے ‖ تو نہ بولا کرائے فدا ہم سے

فدا تخلص منشی فدا حسین وکیل عدالت ججی و صدر الصدوری ضلع علیگڈه دیوان او بدست آمد از خطبہ دیوان معلوم شد کہ یکچند اصلاح سخن از نواب مصطفی خان بہادر مرحوم شیفتہ تخلص گرفتہ است اما دیوان او ہیچ لطف ندارد برحسب ضابطہ یکدو شعر از آن برآورده نوشتہ می شود

بیوفائی تری ہجران مین مجھے کام آئی ‖ یاد آتی جو وفا تیری تو مضطر ہوتا
ہین فدا فن عشق کے اوستاد ‖ ہے تعارف مجھے بھی حضرت سے
جو کچھ تکرار شوق وصل مین کرتا ہون مین اونسے ‖ وہ کہتے ہین کہ جاؤ مجھکو اس حجت سی نفرت ہے
آسمان کہنے لگے ہین جسے اہل تنجیم ‖ کچھ بلندی پہ مرا دود جگر ٹہرا ہے

فراق اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی ہ

آج بھی ہاے غضب تجھہ سے نہ ملنا ٹھہرا	عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق حکیم ثناء اللہ خان دہلوی از میر درد استفادہ داشت اوراست ہ

آنا یہ ہچکیونکا مجھے بے سبب نہین	بھولے سے اوس نے یاد کیا ہو عجب نہین
رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پہ	ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

فرحت شیخ فرحت اللہ ما ورا ر النہری موطن فرخ آبادی مولد از شاگردان سراج الدین علی خان آرزو بودہ است در ۱۱۹۱ھ قالب تہی کرد در مرشدآباد خوابگاہ اوست دیوانے دارد از انکار اوایست ہ

جو سر بجیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے	دہان یار نے غنچہ سے کیا سوال کیا
مرنیکے بعد مجھپر کیا کیا ستم ہونگے	دیکھین گے غیر تجھکو ور ہاے ہم نہونگے
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر	بعد میرے دیکھئے کیا ہو قیامت خاک پر

فروغ محمد عمر سلطان ابن مرزا صابر از عمائد دہلی ست ہ

کوئی مرجاے درد فرقت سے	تم تو بیٹھے رہو فراغت سے
لیکے آتے ہو ساتھ غیرونکو	باز آیا مین اس عنایت سے
کیا ہو آپنے کو سچ ہی وعدہ آنے کا	یہ سوچیئے تو کہ مجھکو کب اعتبار آیا

فسون مرزا منجھلے ابن مرزا کریم بخش نبیسۂ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ہ

رکھا دل کی جا ہمنے پیکان تمہارا	یہ مہمان ہمارا وہ مہمان تمہارا
مرض عشق سے جانبر نہوا ہاے فسون	مفت بیچارہ مصیبت مین گرفتار رہا
ہزار ہل نہین سکتے پر اوسکے کوچہ تک	پہونچ ہی جائین اگر شوق رہنما ہوجاے
کیون دوست اوٹھا لاے مجھے کوچہ سے اوسکے	
	گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا

فغان اشرف علی خان خلف مرزا علی خان المعروف بکوکلتاش دہلوی سوطن عظیم آبادی مسکن با علی قلیخان ندیم نسبت تلمذ درست کردہ در سنہ ۱۱۸۶ھ قضا کرد دیوانے دارد ؎

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین	تجھکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر
آخر فغان وہی ہے ادسے کیون بھلادیا	وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدہر گئی
مین مرگیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے	درد جگر کسے ہے یہہ بیمار کون ہے
سرکو فداے خنجر بیداد کر چکا +	پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابہی مٹا نہین دعوے ستم رسیدونکا	کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدونکا
کہتا ہے یہہ بہشت مین مستونکی جا نہین	زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
مجھہ مبتلا کی چشم کہانتک پر آب ہو	اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

فقیر میر شمس الدین باشندۂ دہلی زبان دری نیک میدانست در عروض و قوافی نظیر نداشت اندرین فن رسائل چند برنگاشت در سنہ ۱۱ وقت مراجعت بیت اللہ بعد فراغ حج رخت ازین خاکدان بربست این دو بیت او راست ؎

ہے غرض دید سے یان کام تکلف سے نہیں ہا	خواہ ادہر بیٹھہ گئے خواہ ادہر بیٹھہ گئے
کم ہے آوازترے کوچے کے باشندونکی	ٹالے کرنے سے گلے اونکے مگر بیٹھہ گئے

فکری مرزا امن دہلوی از احفاد شاہ عالم بادشاہ بیتے ازو پسند خاطر افتاد ؎

شاید اے قاصد یہہ باتین ہین زبانی یار کی	جان سی آتی ہے کچھہ مجھہ مین تری تقریر سے

فگار میر حسین نبیرۂ فقیر اللہ فقیر تلمیذ میر ممنون از سکنائے دہلی بود بعضے او را از تلامذۂ مرزا غالب نگاشتہ اند واللہ اعلم او راست ؎

دیکھہ آئینہ کو اوس نے کیا اسلئے ٹکڑے	یعنے مجھے کسواسطے مجھہ سا نظر آیا

فیض مولوی فیض الحسن ادیب سہارنپوری مقیم دہلی بر جمیع اصناف سخن قادرست واز جملہ علوم و فنون ماہر زبان ریختہ و ریختی ہر دو نیک میداند در پارسی ہم فکر میفرماید مثنوی روضۂ فیض و چشمۂ فیض و تذکرہ صحابہ و شواہد خمسہ وغیرہ ذلک از تصنیفات اوست ٥

رباعی

سنتے ہین وہ ہر کسی کی ایسی تیسی
جہڑ کی دم صبح ہے تو گالی سر شام
کاش اونکی طبیعت ہی نہوتی ایسی
اور بیچ کا فقرہ تری ایسی تیسی

عجب کچھ طور تہا شب فیض کا کیا جانئے کیا تہا
کوئی وحشت سی وحشت تہی کوئی سودا سا سودا تہا

حرف القاف

قائم قیام الدین متوطن قصبہ چاندپور متعلقہ ضلع بجنور خوش باش دہلی از میر درد و سودا تلمذ داشت سخن شایستہ و گفتار سنجیدہ میگفت در سنہ ۱۲۱۰ ہجری آنجہانی شد تذکرہ شعرا ریختہ و دیوانے دارد اور است ٥

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہہ جا غم ہی شیخ
کچہہ قصر دل نہین کہ بنایا بنجائیگا
لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نتہا
کچہہ طرفہ مرض ہے زندگی بہی
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا
ہے دل یہ کچہہ اختیار میرا
کیا پوچہتے ہو موجب آزردگی یار
دل لے چکے مدت ہوئی اب جان طلبی ہے

عشق تو قایم ہوا آپ سے — اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیئے
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

قابل مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ و تلامذۂ ذوق بودہ است او راست ع

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یان سے — ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا — بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ لکھا تو سہی

قادر مرزا قادر شکوہ ابن مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلوی موطن لکھنوی مسکن از تلامذۂ ضمیر مرثیہ گو بود از وست ع

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح — دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
مرقد مین جو بیتاب تمہارا یہ حزین تھا — اک شور قیامت سا بپا زیر زمین تھا

قادر سید قادر بخش ابن سید عبد الحقانی سنبھلی موطن فرخ آبادی مسکن او راست

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین — ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قاری علی احمد دہلوی قرات قرآن خوب میدانست ع

چین ابرو نے خوب رو کردیا — تھا مین کہنے کو مدعا اپنا

قاسم سید قاسم علی خان ابن سید حیدر علی خان نبیرۂ عطا حسین خان تحسین لاہوری موطن لکھنوی مسکن در موسیقی دستگاہے داشت او راست ع

بسر کن جو بیونسے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم — ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بے تر تھا

قاسم حکیم قدرت اللہ خان باشندۂ دہلی از معتقدان مولانا فخر الدین و از شاگردان ہدایت اللہ خان ہدایت در ۱۲۴۶ھ قالب خاکی گزاشت دیوانے و تذکرۂ ریختہ یادگار اوست ع

گھبرا کے نکل جائیگا جی یون ہی کسی روز — کچھ رہنے لگی اب ہمین اکثر طپش دل
دل لگی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے — آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

قاصر مرزا ابر علی بیگ ابن مرزا رستم علی بیگ دہلوی تلمیذ ثناء اللہ فراق و مصحفی دیوانے دارد ہ

جرم خسرو کا نہ تقصیر سمین کچھہ شیرین کی ہے	موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھہ سے
میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا	سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا

قدرت مولوی قدرت اللہ رامپوری موطن با قیام الدین قایم تلمذ داشت تذکرہ دارد ہ

انصاف بھی ضرور ہے یہہ ظلم تا کجا	کتنون کے جی تو جاتے رہے امتحانین

قدرت شاہ قدرت اللہ از خویشان مولانا عبد العزیز دہلوی بودہ است وطنش دہلی بود اما در مرشد آباد اقامت داشت با مرزا مظہر رحمہ و جعفر علی حسرت نسبت تلمذ درست کردہ در ۱۲۰۵ھ بعدم آباد شتافت اوراست ہ

ہوا ہے اوسکے گلو مین گرہ دم اعجاز	ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
شب ہجر انکی مصیبت کو کہون کیا قدرت	تن سے جان چھوٹے ہی اور جانسے تن چھوٹے ہی
حسرت اے صبح چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے	مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
کل تو قدرت پاے خم رکھتے تھے تسبیح ریا	آج رہن جام ہے یہہ خرقہ سالوس ہے

قرار میر حسین تلمیذ رشید محمد نصیر رنج اوراست ہ

کب سے آنکھین تھین لگین ذوق جراحت مین اودہر	ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہگیا

قلق خواجہ اسد اللہ المخاطب بآفتاب الدولہ ابن خواجہ بہادر حسین فراق لکھنوی خواہرزادہ خواجہ وزیر و ہم نسبت تلمذ باوے داشت بر کاب واجد علی شاہ بکلکتہ رسید مثنوی طلسم الفت اوراست ہ

ادا سے دیکھہ لو جاتا رہے گلہ دل کا	بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بیڈ ہب ہے — ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد — حذر کر آہ مجھے میری خدا سے ڈر صیاد
قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے — عدوے جان ہے ادہر باغبان ادہر صیاد
اپنے سوا رقیب کی گلتی ہے دال کب — باتین بنا کے لاکھ وہ شیخی بگھار کے
او سپہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی — ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق امجد علی فرزند محمد علی متوطن دہلی جاے باش او لکھنو از تلامذہ فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوانست ہ

خواب عدم مین چین سے سوتا تہا اے قلق — ٹھوکر لگا کی کس نے کہ بیدار ہو گیا
دل مضطر کا حال اوس سے بیان کیجے تو کیا کیجے — وہان نازک دماغی یان یہہ عالم ناتوانی کا
مین نے اونسے جو کہا دلمین خفا ہو مجھسے — ہنسکے بولے ہے قلق تجھکو کرامت شاید

قمر مرزا قمر الدین الملقب بہ افتخار الدولہ نائب السلطنت لکھنو بن مرزا جعفر با قتیل تلمذ داشت اوراست ہ

بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب — دیکھا تہا اوس نے کب کسی بسمل کا اضطراب
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ — خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین

قناعت مرزا غلام نصیر الدین ابن مرزا ولی الدین ابن شاہ عالم بادشاہ از شاگردان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ہ

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم — غم ہی ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
گئے تھے تم کہان آئے کہان سے — کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی
ہو چکے بھوین بس اشارہ سے کیجے قتل — اب دیر کیا ہے تیز ہی تلوار کر چکے
او کچھ کے تو ہی چل اے خار دو قدم کہ یہان — ہم اپنے ساتھ کوئی ہمسفر نہین رکھتے

قیس مرزا حیدر علی ابن مراد علی یا امداد علی و علی تضاد القولین مشہدی موطن

لکھنوی مولد سخن بر جعفر علی حسرت عرض مینمود اوراست ؎

یاداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری	کیا چیز ہے محبت اب تم سے کیا کہوں مین

قیس محمد عنایت اللہ وطنش بھیکم پور است و منشا و سکنش کول از منشی نبی بخش حقیر استفادہ پرداخت اوراست ؎

لے گیا دلکو ساتھہ پیکان کے	تیر بہی اوسکا دلربا نکلا

حرف الکاف

کاظم کاظم علی از شاگردان مومن و نصیر بودہ است در منڈاور متعلق ضلع بجنور اقامت داشت اوراست ؎

اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں مین یون کہیں	اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کامل مرزا ناصر الدین ابن مرزا ابو سعید ابن عالمگیر ثانی از عمائد دہلی با برادر عمزاد خود مرزا رحیم الدین حیا نسبت تلمذ داشت اوراست ؎

تو جکرپر قید سے چہوڑا تو کیا چہوڑا ہمین	تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہاں صیاد ہم

کرم شیخ غلام ضامن متوطن کوتانہ خوش باش دہلی عمرہا در حیدرآباد بسر بردہ در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر بلند دارد مومن دہلوی مصلح گفتار اوست در بھوپال ازجہان رفت از وست ذکوست ؎

ہاتھہ ہوویگا مرا اور ترا دامان ہوگا	چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہوگا
نظر سے گر چلا ہوں کون تھامے	بجز مژگان بہ گردیدہ مجھکو

کلیم تخلص حضرت برادر بزرگ نامہ نگار سید نور الحسن خان ترجمہ شریف ایشان در [illegible] صبح گلشن و شمع انجمن تماما نگارش یافت و گفتار دلپسند [illegible] یہ [illegible] پارسی

شان دراںحاطر از اندراج پذیرفت اینجا ہم تیمناً و تبرکاً گلی از چمن و دانۂ از خرمن آبکے از دریاے روان و قطرۂ از بارش باران اعنے شعرے چند از طور کلیم بشرف افزائی این صحیفہ برآوردم وہو ہذا ع

کیا دہرا ہے قصۂ فرہاد مین	فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
دل تو رندونکے صاف ہوتے ہین	خطرہ آتا نہین عبادت کا
اے جوش عیش جی نہین لگتا کسیطرح	پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر
خوگر عیش ہون جان سے جانے والے	کوئی بازار سے لے آؤ رلانیوالے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین	جی بٹھادیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے
ہوگیا آج سلمان کلیم خستہ	ہمکو اسکا تو یقین ہے نہین پر کہتے ہین

کلیم میر محمد حسین معاصر سودا و میر باشندۂ دہلی در پارسی ہم فکر میکرد اکثر رسائل محی الدین ابن العربی بریختہ آوردہ طبع رسا و ذہن فلک پیما داشت در طب ہم مہارت کامل بہم سانیدہ مثنوی و دیوان از و یادگار اوست ع

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم	مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں مین

کوثر مرزا مہدی علی خان ابن قطب الدین خان لکھنوی مسکن و دہلوی موطن بعض ارباب تذکرہ مرزا مہدی نامش نگاشتہ اند واللہ اعلم بہر حال از شیخ ناسخ استفادہ پرداخت او راست ع

کیا ہی گلشن ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین	بے دست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

کوثر حکیم عابد علی خیرآبادی در طب دستگاہ بلند دارد و در سخن پایگاہ ارجمند از مظفر علی اسیر و امیر احمد امیر استفادہ دارد امروز در لکھنؤ بخدمت مولوی عبدالحی در تحصیل علوم دینیہ سرگرم است او راست ع

نہ آئے بھول کے تم بھی کبھی میری عیادت کو	اسی رستہ سے اے رشک مسیحا بارہا نکلے

ذرا دیکھو تو شوخی آئینہ کو ہاتھ مین لیکر	خود اپنے عکس سے پھرون وہ بیٹھی منھ چڑاتے مین

کیف شیخ فضل احمد ابن شیخ اکبر علی متوطن لکھنؤ از میر وزیر علی صبا اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد او راست ؎

اک آہ سے تو میری بیچین ہو گئے تم	کہیے تو میرے دلکو کیا اضطراب ہوگا
ایسا نہو کہ میری طرح ہو فریفتہ	آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

کاف پارسی

گرم مرزا حیدر علی بیگ فرزند مرزا نیاز علی بیگ مولدش دہلی از مشاہیر تلامذہ مصحفی سخن شایستہ میگفت او راست ؎

پھرتا تھا تو جسوقت کہ گلشن مین خرامان	کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
سیل گریہ سے نہ ہم تا بہ کمر ڈوب گئے	اسقدر روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب گئے

گمان نظر علی خان دہلوی مقیم فیض آباد شاگرد اشرف علی خان فغان او راست

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین	وہ جو سنتے ہین تو کہتے ہین بھلا کہتے ہین

گویا حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر ابن بلند خان از گرامی امرائے لکھنؤ بودہ و شیخ ناسخ و خواجہ وزیر مصلح گفتار او بااہل سخن مدارا تھا میکرد و قدر دانی مینمود این چند ابیات از دیوانش انتخاب زدم او راست ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا	درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
تھا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا	ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
[illegible] سے زخم پہ رکھو مرہم	میرے قاتل کی [illegible]

تا آل عاشق و معشوق ہی ایک تھا — سُنا ہے شمع سوزان کی زبانی

گہر کنز الدولہ خورشید علی خان ولد مجد الدولہ از امرای لکھنؤ بود و از وست ؎

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا — او سُنت کے کان تک نہ گئی پر صدا دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی — آ گلے لگ جاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف اللام

لطیف سید شمس الدین باشندہ سورت خوش باش لکھنؤ ؎

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولہے مین — جو ہے دلسوز مرا دہ ہے جلاتا ہے مجھے

لطیف منشی عبد الحق فرزند منشی شرافت اللہ کمر لہ مسکن از افکار اوست ؎

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا — کہانسے تیری محبت مین مین کہان آیا

لطف مرزا علی استرآبادی موطن و دہلوی منشا در اطراف عظیم آباد سکونت ورزیدہ مؤلف گلشن ہنجار او را از تلامذہ میر تقی نگاشتہ و صاحب تذکرہ سخن شعرا بابطال و تغلیط آن پرداختہ واللہ اعلم تذکرہ ریختہ گویان گرد آوردہ اوست ؎

ہو گئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن — ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ایک دن ... — سچ تو یہ تجھسا ہی دلدار نہ دیکھا ...

بانا ... من حب ...

... الفید الکواعب فی نعیما — ... حسان

... سفرت ارتك شقیق بدر — وهیهات البدر لها تدانی

... نطقت ارتك عقود در — مباسمها ثغور الاقحوان

وان رمقت بمقلتها لبیبا — عفیفا صار مسلوب الجنان

فصادت قلبی المضنی بالحظ — کسیر باتر مثل السنان

دیوانے و واسوخت دارد امروز نزد تحصیلدار ایٹہ بافتخار بسر می برد او راست ؎

ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر	بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے
کاندہو نپہ یان جنازہ ہی ملک عدم مین فوج	کوسون بڑہا ہوا ہے پیادہ سوار سے

ماہر مرزا جمعیت شاہ ابن مرزا زور آور بخت از اولاد شاہ عالم بادشاہ دہلی از مرزا صابر باکتساب سخن پرداختہ او راست ؎

ہم بہی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ	قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہوگیا
ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ	تیرا ہی ذکر تہا کہ مین ناچار ہوگیا
کہینچ لے اے چارہ گر پہلو سے میرے دل سمیت	ورنہ مشکل ہی نکلنا یون تو اوسکے تیر کا
ہونا پامال جو قسمت مین تہا اپنی تو کیون	اتنے انداز و نہین آئی تری رفتار پسند
ماہر کا شکوہ کیا ہی اوسے بہی بُلا تو لو	کہدے کسیکو آپ نہ اپنے گمان پہ کچہ

مائل میر عالم علی ابن میر مود ود بخش خان بہادر از عماید سہسوان بودہ است سخن بمرزا نوشہ می نمود گویند کہ جوان وجیہ بود در عین شباب درگذشت ؎

گلپوشی بعد مرگ بہی اپنا مزار ہے	کیا لطف ہے کہ عین خزان مین بہار ہے

مبتلا مردان علی خان ابن نواب محمد علیخان متوطن غازیپور باشندہ بنارس ہمعصر سودا در ہر دو زبان دیوان و تذکرہ دارد ؎

شیشہ دل ٹیک دیا تونے	[illegible] تہا میکدہ و قدر دا [illegible]

[illegible] ت

چند ابیات از دیوانش انتخاب زدم اوردہ [illegible] ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا	درد سر کسکا یہان سو ہی گیا
تہا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹہا غبار اپنا
دل نہین اوس بت کی الفت چہوڑتا	ناصح کو لاکہ سمجہاتے ہین ہم
[illegible] میرے زخم پر رکہو مرہم	میرے قاتل کی تیغ [illegible]

بازرونق یافت بازار سخن ✦ گرم شد دکان دیدار سخن
از کلیم نکته دان شد استوار ✦ کهنه و ذرفته دیوار سخن
وازسلیم شاعر روشن گهر ✦ باز شد شاداب گلزار سخن
تاقبا آمد دروازهر روش ✦ مرد میدان وطلبگار سخن

یارب تا طور را از کلیم جلوه دهند و بزم سخن را از سخنوران برسر ایند این طور کلیم و بزم سخن کهنت بگر وجگر گوشه سخنوران باد ✦

قصیدهٔ تهنیت ازدواج مذکور از جامع فضل وادب شیخ محمد بن شیخ حسین عرب نزیل بهوپال سلمه الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

بدا بدر المسرة والتهانی ✦ فاشرق شمس دائرة المعانی
[illegible] بالسرور لنا سعود ✦ فاهلا بالسرور وبالتهانی
ولاح البشر فی الاقطار یزهو ✦ فاضحی ضاحکا وجه الزمان
مراکز انسنا فاقت وراقت ✦ برنات المزامر والمثانی
[illegible]ارت حولنا للانس راح ✦ لها عبق یروح کل عانی
[illegible]لمفقنا نصرف الصهباء صرفا ✦ علی رجع الجآذر بالاغانی
[illegible]بنا اذ ثملنا من جوار ✦ ومن ترجیع الحان القیان
[illegible] الغید الکواعب فی نعیم ✦ کحور العین فی صور حسان
ا[illegible] سفرت ارتك شقیق بدر ✦ وهیهات البدور لها تدانی
وان نطقت ارتك عقود در ✦ مباسمها ثغور الاقحوان
وان رمقت بمقلتها لبیبا ✦ عفیفا صار مسلوب الجنان
فصادت قلبی المضنی باللحظ ✦ کسیر باتر مثل السنان

وماست بالقد ودو قد تثنت — كخوط البان او اسل لدان
وليل الشعر جلته بصبح — كبدر التم في اعلا مكان
فلام العاذلون على هواها — لشدة ما راوا مما عاني
وقالوا ويك هل لك في مديح — مديح الندب نادرة الاوان
صديق المكرمات ابو علي — رفيع القدر ذو المال المهان
زكي فاطمي هاشمي — وحبر في البيان وفي المعاني
هنيئا يا ابا النورين ربي — اناك ما تروم من الاماني
ايا رب الفضائل والمعالي — ويا بحر المعاني والبيان
ليهنك طالع التزويج فيه — بدا بدر المسرة والتهاني
زواج بارك الرحمن فيه — واسعد بالوفاق مدى الزمان
هنيئا فاح نشر المسك منهم — فطابت منه اركان المعاني
امان الله يحفظكم جميعا — ويحرسكم من الاعدا اللعان
وسبيل ستره ظلا ظليلا — ويبقى دولة الشاه جهاني
ويظفرها على الاعداء طرا — بحول الله من قاص ودان
ويكلؤها ويدر احاسديها — بعون الله والسبع المثاني
مليكتنا ابيت اللعن يا من — على كسرى علوت انوشروان
نظمت لكم من الموفور بحرا — كعقد الدر في جيد الغواني
وما التشبيب من شيمي ولكن — هواك الى مديحك قد حداني
اذا امدح الملوك فانت فخري — فمدحي فيكم اقصى الاماني
وقدحي عندك القدح المعلى — رقيت بمدحكم اعلى مكان
وحزت بمدحكم شرفا عظيما — فكنوني ابا الشرف اليماني

وصلی الله ربی کل حین — وسلم ما انار الفرقدان
علی المختار مع آل وصحب — وتابعهم الی یوم التدانی

نتیجهٔ طبع آسمان سیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص به شهیر سلمه الله تعالی در تقریب طوی فرزندان حضرت نواب صاحب بهادر دام اقباله

بسامان می سراید مطرب جان در بدن سهرا — مبارک بر علی ابن حسن نور الحسن سهرا
بسر برده است با صد عالم گل می توان گفتن — و نمایم در آغوش تمنای چمن سهرا
بسی خروار گوهر خرمن گل رفت در کارش — بتار صد چمن دارد بسلکی صد عدن سهرا
[illegible] دل ا[illegible] حاصل شد — نشاط تازه باشد ز صهبای کهن سهرا
بهر اختر نشان سلکی که از در و گهر باشد — نماید کهکشان آسمان انجمن سهرا
تقریبی رسیدن تا برخ میخواست دانستم — ببین سرمایهٔ انواع طرز مکر و فن سهرا
هر تار زر اندر دوش بود در چشم معنی بین — شعاع نیر اقبال صدیق الحسن سهرا
ببازار روزگار اعتبار خود بود شادی — شکوه روز بازار متاع خویشتن سهرا
بنا آویختن جا در کنار آرزو کردن — گمر باشد بت گوهر بدن گل پیرهن سهرا
بزد را انگند کوه فرقت شیرین کلامان را — بود همباز روی اقبال سعی کوهکن سهرا
گلستان جمال امروز صرف دست و دامان شد — نگار گل رباید یا بهار یاسمن سهرا
جوار مهر و ماه روی خوب نیکوان دارد — نشانمند عروج شان پروین و پیران سهرا
سلامت با طرب فرخندگی با عیش میگوید — ضمان مال من شادی کفیل کار من سهرا
متاع کاروان در کاروان در جیب و دامان د — دهد از دریا بهار از باغ نکهت از ختن سهرا

مگر بے اختیار از شام غربت این سفر بنود   کشند نقدِ صفا از کیسۂ صبح وطن سہرا

گواہِ مایہ دار یہاے گلز ار نیاں آمد   گل رنگین بہار اوج دستارِ سخن سہرا

شہیر بزم دعوت پیشگان دستِ دعا بکشا   مبارکباد اے پروردگارِ ما ومن سہرا

نتیجہ طبع فلک پیما خلاصہ خاندان جناب مرتضے مولوی سید حکیم حافظ اعظم حسین صاحب سندیلوی نزیل بھوپال سلمہ اللہ تعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیا تا مجلس بالا نشینان جہان بینی   کہ در وے صد فریدون را بپائین کفشبان بینی

بساطِ بوتہ کاری کش بہاران در چمن باید   بہم بر چیدہ ز انجا چون حصیرے بر کران بینی

اگر دل از بغل چون کودکے ناگاہ گم گردی   بیا تا بیخود محو تماشا اندران بینی

ز بسے بزمے کہ از پاشیدن عطر و گلاب آنجا   زمین نمناک دریاے ہوا عنبر فشان بینی

شگرفا زاہدان جمع ہمایون ہمنشین بینی   کہ در جنت بساط افگندہ زیر سائبان بینی

حریفان سرخوش آن بادہاے ناب پنداری   کہ مر پر ریز جان ہا از ساقی ارمغان بینی

ز چینی ہاے الوانی کہ بر دیوار و در بستند   سہیل و زہرہ و شمس و قمر پرتو فشان بینی

نثار اتے درون انجمن کردند کز بیرون   گدایان جملہ مروارید چین بر آستان بینی

عنان اندر عنان بین صاحب جاہ و شکوہی   کہ طاؤسان زرین بال در جنت روان بینی

معطر آسمانان پوشاک تن کز چین ہا منہا   صبا بکشاد مشکین نافہا بر این و آن بینی

جہاد و ق نظر درزی کہ در روے جلوہ گر گیجا   دو خورشید سپہر برتری چون فرقدان بینی

بآئینے بزم طوی خود نبستہ بہم پہلو   کہ از جوزا تماشا گر نگاہ روشنان بینی

دو گل بشگفتہ از شاخ نہالی در نظر آری   دو شمع از یک چراغی گشتہ روشن درمیان بینی

یکی نور الحسن خان گرامی پایه بشناسی
زجوش مهر توانی کز افشاندن نگه داری
عبیر افشان بهر جیبی هزاران عطر پیراهن
گلو بتها خود اینک از هوا بارد عجب نبود
بهار از برگ برگ لاله و نسرین که خندانند
بهم حوران جنت از پی گلدسته بندیها
بود فرخ چو جمع زهره با برجیس در طالع
بانداز یکه می در جام از مینا فرو ریزد
بتقریب چنین عشرت کز آن سرمست یا کوبی
بصد ... خو گرمی نهان بصد دمسازی پیدا
بنج... باعیان گنجینه اش پرداختن دیدی
گرو... وایه خواهان را کز انسو باز پس گردند
نه از هنگامه باشد سرگران گر بهر انعامی
نه برآ... ردن ابرام زان جمعی ستوه آید
ازین ... چو شه چینان سایعت خرمن فشان یابی
به پیراهن نمیگنجند خدامش که هر یک را
قبا ها کیسه با دی جمله خاصان را ابر یابی
برسم دعوت جمهور خوان گسترد در ایوان
جهان بنشسته مهمان واگر حلقه گدا آید
روان مضراب بر ساز مبارکباد خوانا نرا
... خواجه در ضمن مبارکباد جا دارد

دگر فرزانه فرخ علی کامران بینی
در آن حالت اگر با خویش گنج شایگان بینی
بهاران در نظر مردیده را ابر روشان بینی
که زید خشک مغز از عطسه یزی سرگران بینی
طراز انگیز باغ کاغذین در بوستان بینی
یکی گلچین و دیگر راز گلبن گلفشان بینی
در انجم سر بسر پیدا گر اشکال قران بینی
نزول فرخیها بر زمین از آسمان بینی
کلاه انداز بر روی هوا پیر و جوان بینی
امیر الملک را گرم نوازش بر جهان بینی
سپس بگشادن قفل از در گنج نهان بینی
بدامنها متاع خاصه دریا و کان بینی
بصد غوغا هجوم آورده بهمان و فلان بینی
کز و در خواهش اعطا فضولی در میان بینی
ازین پس گلستانها را از آن باغبان بینی
بدار اهم قبا یابی بجم هم طیلسان بینی
کمرها جمله بهرامی سپر را بر میان بینی
به پهنای که وسع هفت کشور را ضمان بینی
هنوزش جای خالی بر سر اطراف خوان بینی
که ناخن بر جگر زن از نوای خون چکان بینی
بدین آهنگ زین بعدم عطارد هم زبان بینی

گرامی خواجه والاجاه که یمن همین او | بخاتم نقش توقیع سلیمانی عیان بینی
نشان مسند فرماندهی که گر لشکر روان دارد | تخت از دور تر پیدا درفش کاویان بینی
اگر موکب همی راند وصد زرین عنان اندر | بانداز جلوه ریزی عنان اندر عنان بینی
هنرمندی فروشد گرنشاهی رود دستی هم | بقیمت برده از وے حاصل بازرگان بینی
جمالش گرم کرد از جلوه بازار که هر سویش | هجومی از خریداران یوسف بردکان بینی
لطافتهاے خوش انجمن تمثالها بندد | که پیدا در لباس یاسمین ارغوان بینی
کشد در رشتهٔ تالیف گوهرها که چون نیسان | بهم بر از لب باریده هنگام بیان بینی
به دلب تشنگان علم دین را برسر آبے | که اعجاز نبوت داده بیرون از زبان بینی
حقیقت آگهانرا دلنشین راز نهان زد | چنان گر زوے الهامش ز حق خاطر نشان بینی
بهر گه عیش جم جابجا بدین روز طرب روزے | مراهم بالفشان از نشاط بیکران بینی
سخن سنجان گرافشانند گوهر بر نشاط آنجا | مرا بهر نثار آورده مشتے اختران بینی
ز یاد نظم رنگینم تماشا کن اگر خواهی | که گلها سربسر ناشگفته در باغ جنان بینی
دعاے از ره اخلاص اینک بر زبان دارم | نه مضمونے که در هم بسته دست گران بینی
دعاگوئے تو گوئے بر اجابت زد کمینگاهے | که تیرش از کمان نگشاده ناوک بر نشان بینی
شب و روز و مه و انجم بکام خویشتن یابی | بگیتی تا طلوع آفتاب از خاوران بینی

قطعهٔ تهنیت از منشی کنج منوهر لال بهوپالی بخشی محکمهٔ نواب سلطانجهان بیگم صاحبه

عروس دولت جاوید در کنار آمد | بکام دل برسیدی دلا مبارکباد
بعقد نوشهٔ جان بانوی طرب آمد | بهینر عشرت و راحت فزا مبارکباد
بساز و برگ نمایان رسید ساعت کام | حصول چاشنی مدعا مبارکباد
فلک ز مهر به بند بکام دل کابین | نه روزگار نوید وفا مبارکباد

نهالِ تهنیتِ طوبی گلفشانی کرد — بعندلیب بگلم نوا مبارکباد
فروغِ ناصیهٔ جاه هر دو آقا زاد — شدند آن نکو که خدا مبارکباد
بکارِ سهره درآمد ز روشنانِ سپهر — به بخت نیک سهیل و سها مبارکباد
قبا رتافتهٔ شید نیک آمد راست — فروغ نیر بختِ ذکا مبارکباد
سرود زمزمهٔ چشم روشنی ناهید — برامشی که برد دل خوشا مبارکباد
زمین ز لعل و گهر آورد شکرریزی — ز چهرهٔ شمس و قمر رونما مبارکباد
همین شهر وی ناب رخ گرد سر گردد — درم نثار زمین زدند ا مبارکباد
ز چشم روشنی جشن این بیوگانی — فگنده جوش بخاطر چها مبارکباد
شها که بانوی اقبال با تو تن درداد — بر تو جلوهٔ او دائما مبارکباد
برآن دلم که ز فرخندگی کشتم گلبانگ — بر آن سرم که سرایم ترا مبارکباد
بهای پدر آمدی ز تربیتم — نگوئیت ز طرب من چرا مبارکباد
دو نقدِ رشیدت برادر آمده اند — ز جلوهٔ بزم و سازم ادا مبارکباد
خجسته باد بفرخنده گوهرت این طوی — گرو بجان و دلم عیشها مبارکباد
بلا که سعد بود اجتماعِ شمس و قمر — قرانِ این مه و مهرت شها مبارکباد
قرانِ مشتری و زهره بس بود نیکو — همین قران دو اختر بسا مبارکباد
بود ز چاشنیِ عیش کام جان شیرین — ثمرفشانی نخلِ دعا مبارکباد
نگارِ عشوه فروشِ مسرت و شادی — بدلفریبی ناز و ادا مبارکباد
ادای رسمِ حنابندی مبارکباد — مبارک از قدر و هم قضا مبارکباد
شکرشکن شده نطقم لبم شکرافشان — ز شادی که بخوانم ترا مبارکباد
سزد که نوش دهانت ز در برآمایند — چه خوب گفته نام خدا مبارکباد
همین بزلفِ عروس دعا کشتم شانه — قبول شود اجابت ورا مبارکباد

مدام تا کہ بود میلِ ختن با خاتون
ہمان عروس بہ آقای زادگانم نیز

بہ پہلوے تو عروس بقا مبارکباد
بفرخی رضاے خدا مبارکباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات تاریخ جشن کتخدائی نورحدقۂ ابہت وکامگاری ونور حدیقہ حشمت و بختیاری فروغ ناصیہ دالاجاہی تجلی سیما دولت پناہی گوہر درج بہروزی اختر برج فیروزی چراغ کاشانۂ جاہ وجلال شمع شبستان جود ونوال نقش نگین ریاست وکیاست چشم وچراغ امارت وفراست رونق مسند سعادت وسیادت زیب وسادۂ جلالت وجلادت میر ابوالخیر سید نورالحسن خان ح میر ابوالنصر سید علی حسن خان لازالت شموس اقبالهما طالعۃ ریختہ خامۂ جادونگار منشی محمد صابر حسین صاحب سہسوانی سلمہ اللہ تعالے

قطعہ تاریخ فارسی

اے خوش آن روز نکو کز اثر عیش وطرب
خوش صبا گفت بتاریخ قران السعدین

رخصت از دہر شدہ زشتی بخت طالع
جشن شادی دو فرزند سعید وصالح

قطعہ دیگر

آمد نوید عشرت شادی ترانہ ریز
نورالحسن بہ عیش وبعشرت علی حسن
گفتہ صبا کہ جشن دو تقریب میمنت

چون کتخدا شدند دو نوشہ بعز وجاہ
باشند شادکام بہر شام دہر گاہ
شد جلوۂ قران مہ وجہر وجہر وماہ

غزل اردو مع تاریخ شادی

ہوئے نام خدا وہ کتخدا رشک چمن چار دن
کہ ہین شمشاد و سرو و یاسمین و نسترن چار دن

گلستان بن گئی ہے گلزمین خانۂ شادی
بہار رنگ گل دکھلاتے ہین گلچین سہرے چار دن

عروسون سے ہے گھر روشن منور بزم نوشون سے
یہ ہین وہ دو بہم دونون فروغ انجمن چار دن

مزے نظارونکے اب لوٹ لین میٹھی نگاہون سے
شکر لب نوش لب شیرین زبان شیرین دہن چار دن

رہے جبتک دو رنگی دونون عالم کی نشاط افزا
رہین یکجان و یکدل یک زبان و یک سخن چار دن

ازل سے ساتھ لائے ہین ابد تک ساتھ رکھینگے
حیا و شرم کا مہر و محبت کا چلن چار دن

رہے دن رات شادی عیش مین شام و سحر گذرے
رہین محو طرب یارب بطفیل پنجتن چار دن

سرور و عشرت و عیش و طرب کی دیکھکر آمد
ہوئے رخصت ملال و کلفت و رنج و محن چار دن

یہی شادی ہے تو صیاد و گلچین بلبل و قمری
مبارکباد سے سر پر اوٹھا لینگے چمن چار دن

یہ شادی کا عالم شیخ سے یاد خدا چھوٹی
خوشی کا ہے یہ جلوہ بھولا برہمن چار دن

یہ وہ شادی ہے گر دنیا خوشی سے رقص ہوتا ہے
قمر زہرہ عطارد مشتری ہین چرخ زن چار دن

خوشی کی دہوم چہان ہو گرم و سر عالم امکان
رہین صبح و مسا خوشدل بفضل ذو المنن چار دن

ہجوم عیش دکھلائے ہمیشہ دہوم شادی کی
رہین دلشاد یارب باپ مان بہائی بہن چار دن

جواب سبط احمد و باقی جمیل احمد جلیل احمد
ق
مبارکباد دیتے ہین عزیزان وطن چار دن

صبا مین بہی اوٹھا کر ہاتھ تاریخی دعا مانگون
رہین باہم صلاح و عیش سے دولہ دولہن چار دون

سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد صاحب سہسوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد لا طالع بیدار بنا کر سہرا
آج دو نوشون کا ہے ایک ترکمر سہرا

جو کوئی دیکھتا ہے صل علی کہتا ہے
قدرت اللہ کی ہے روے نکو پر سہرا

ہے سوا چرخ سے دو ہاتھ زمین کا رتبہ
بڑھ گیا کاہکشان سے بہی یہ گز بھر سہرا

تھا ربا ند ہا یہ نظر بازون کے نظارہ نے
بنگیا سہرہ پہ ایک اور مکرر سہرا

بڑہ گئی نکہت گل سے بھی پسینے کی مہک
تیری خوشبو سے ہوا اور معطر سہرا

تو وہ ہے کان جواہر کہ بدولت تیری
اپنے دامن مین بھرے رکھتا ہی گوہر سہرا

وہ نہین چرخ کو دیدین جو ستارے عوض
موتیون سے بھی نہ تولین گے برابر سہرا

ذکر کیا جلوۂ نوشاہ کے نظارہ کا
آنکھین کہلجائین جو دیکہین یہ واختر سہرا

ہر لڑی موج ہے ہر پھول ہے دُرِّ خوش آب
آبرو رکھتا ہے دریا کی برابر سہرا

چشم بدبین سے رہے عارض نوشہ محفوظ
آڑ ہو کر یہ بنے سد سکندر سہرا

سورۂ نور کا جلوہ ہے رخ نوشہ مین
والضحیٰ کی ہے یہہ تفسیر سراسر سہرا

کیا ہی موزون رخ نوشہ پہ ہے اللہ اللہ
واقعی سچ ہے حسینونکو ہے زیور سہرا

کچھہ نکہہ گانٹھہ گرہ مین بھی یہ لایا ہوگا
خالی ہو نہ دیکہتا نوشاہ کا کیونکر سہرا

پہولا جامے مین سماتا ہی نہین صورت گل
آج اترایا ہے چڑہکر ترے سر پر سہرا

ہے مہک پہولونکی سرپیچ مرصع کی دمک
خوشنما ہے رخ نوشاہ پہ زیور سہرا

سرچڑہانے سے ترے عرش پہ رکھتا ہی دماغ
بڑہ گیا کاہکشان سے کئی نمبر سہرا

سنبلہ تین ہی قمر کہتے ہین اہل تنجیم
دیکھکر عارض نوشاہ کے اوپر سہرا

کتنا بیباک ہے لپٹا ہے رخ نوشہ سے
منہہ لگائیسے ہے گستاخ مقرر سہرا

کہہ اوٹھے سب شجر طور مین نکلی شاخین
قد پر نور پہ دیکھا جو منور سہرا

حسنین آپکے نوشہ ہین مبارک ہو یہ جشن
نذر دیتا ہون نہین اے ساقی کوثر سہرا

مین نہین چاہتا موہنہ دیکھی صفت اپنی جمیل
داد انصاف سے دین سنکے سخنور سہرا

ولہ قطعہ تاریخ جشن شادی

چون بہ صدیق حسن خان مبارک طالع	سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن چو میخواست جمیل	زد رقم خامہ ۹۸ دو تقریب قران السعدین ۱۲

پیشکش سید جمیل احمد سہسوانی

تاریخ جشن شادی از سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ

خوشی کا ہو یا رب یہ جلسا مبارک	رہے سال فرخ مہینا مبارک
ہمایون ہو سر پیچ نوشہ کے سر پر	فلک کو ہو عقد ثریا مبارک
یہ شادی کی محفل یہ جلسہ خوشی کا	مبارک ہوا ہے شاہ والا مبارک
بجے در پہ نوبت نشاط وطرب کی	یہ شادی ہو کہتی ہے شہنا مبارک
یہ ہے جوش عشرت یہ شادی کا عالم	کہ کہتا ہے ہر پیر و برنا مبارک
مبارک سلامت کا محفل مین غل ہے	فلک پر سے کہتی ہے زہرا مبارک
جدہر دیکہو ہے عیش و عشرت کا جلوہ	خدا نے دکہایا دن اچہا مبارک
رہین شاد و آباد نوشہ ہمیشہ	الٰہی ہو خلعت شہانا مبارک
ہر اک کی زبان پر یہی ہے ترانہ	یہ شادی یہ محفل یہ نوشا مبارک
تماشا دکہاتی ہین موجین خوشی کی	نہین شور کہتا ہے دریا مبارک
یہ اک ایک سے کہہ رہا ہے خوشی مین	یہ شادی کا شہرہ یہ چرچا مبارک
کٹے رات دن چہچہون مین الٰہی	یہ عیش و طرب ہو خدایا مبارک
دلونکو لبہاتا ہے جوش مسرت	خوشی کا عجب وقت آیا مبارک

سعادت نے کھوئی نحوست جہاں کی | زبان پر نہ لفظ آئیگا نامبارک
یہہ شادی وہ ہی کل جہاں مین خوشی ہے | نہ کیونکر کہے ساری دنیا مبارک
ہو اک سال کے بعد فرزند پیدا | خوشی پر خوشی ہو دوبالا مبارک

خوشی کے نکلتے ہین مضمون قلم سے
جمیل آج کا روز ہے کیا مبارک

قطعہ تاریخ

چون بہ نواب امیر الامرا والاجاہ | سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن دلم خواست جمیل | نہ در رقم خانہ دو تقریب قران السعدین
۱۲۹۷

سہرہ در تقریب شادی کتخدائی میر ابو الخیر نور الحسن خانصاحب و میر ابو النصر علی حسن خانصاحب دام اقبالہما از منشی شیخ محمد عبد العزیز بھوپالی عزیز تخلص تلمیذ افتخار الشعرا شہیر دام فیضہ

کیون نہ سو جان سے ہو قربان مقدر سہرا | آج نواب کے بیٹون کے بندھا سر سہرا
آفتاب فلک حسن ہین دونون نوشاہ | زنگ دے تار شعاعی کو نہ کیونکر سہرا
عقل حیران ہے ترجیح کسے دون کس پر | ایک کے منہ پہ کھلا ایک سے بہتر سہرا
اونکے پابوس کی حسرت جو نہ رکھتا دل مین | یون لٹکتا نہ کبھی سر کو جھکا کر سہرا
دونون کے منہ کیطرف دیکھہ کے سب کہتے ہین | ایک جا رکتا ہے دیکھو مہ و اختر سہرا
سارے عالم کو ہے اس شادی کی شادی ایسی | مرد و زن محو طرب گاتے ہین گھر گھر سہرا
کیون نہ حسرت سے لہو روئے زمین چشم نجوم | عقد پروین سے زیادہ ہے منور سہرا

رشک دیتے ہین کواکب کو ضیا مین گوہر
چشمگین بام تا ہے کاہکشان پر سہرا

محفل عیش ہوئی صحن ارم خوشبو سے
طرۂ حور سے افزون ہے معنبر سہرا

دہوم ہے عالم بالا تلک اس شادی کی
کیا عجب لائے جو رضوان بہی بنا کر سہرا

آجکل زمزمہ سنجی نہین انکی بے وجہ
باغ مین گاتے ہین مرغان نوا گر سہرا

اب نوا سنج دعا ہو کہ یہہ موقع ہی عزیز
غم نہین مختصر اے یار رہا گر سہرا

یہہ وہ سہرا ہے جسے ذوق بہی سنکر کہتے
آفرین خوب لکہا مرد سخنور سہرا +

تا رہے دہر مین تقریب عروسی جاری
تا بند ہے ہند مین نوشاہ کے سر پہ سہرا

فرط شادی سے رہین خندہ زن احباب مدام
اشک کے تار کا ہو خصم کے منہہ پر سہرا

فقرۂ تاریخ شادی از نتایج فکر ادیب عالی درجت شیخ محمد عباس متخلص بہ رفعت بن شیخ احمد شروانی سلمہ اللہ تعالے

رسم نیک شادی ہردو صاحبزادہ مبارکباد
۹۸ ۱۲ھ

قطعۂ تاریخ کتخدائی سید نور الحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم از منشی فدا علیصاحب فارغ مراد آبادی سلمہ

عنوانہای تاریخی

ہو گیا عقد کلیم نیک بخت
۹۸ ۱۲ھ

رہے بر مین عروس عیش دایم
۸۸ ۱۲ تفصلے

مہ برجِ اقبال قطب ورع	سپہر شرف مہر نیک اختری
مجلی بانوار خیر و صلاح	محلی باخلاق پیغمبری
گہر بار و غواص بحر سلوک	یم بیکران کرم گستری
فروزندۂ شمع بزم کمال	فرازندۂ رایت سروری
زبان آور تازی و فارسی	فزایندۂ آب دُر دری
مضامین عالی وہ سحر حلال	کہ جن سے خجل جادوے سامری
سنو نام نور الحسن خان کلیم	گل گلشن شوکت و برتری
ہوے کتخدا خیر و خوبی کے ساتھ	بفضل خداوند انس و پری

لکھا کلک فارغ نے سال نکاح
ہمایون ہو عقد مہ و مشتری
٩٨ ١٢ھ

ایضاً فارسی عنوانہای تاریخی

بطور عیش رسیدہ کلیم عالی راے ٩٨ ١٢ھ	کدخدا شد کلیم باب کرم ٩٨ ١٢ھ

قطعہ

بر دلِ نور الحسن خان کلیم	عقد مسنون باز کردہ باب عیش
نونہال سال وہ فارغ نشاند	یافتہ بلبل گل شاداب عیش ٩٨ ١٢ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید علی حسن خان صاحب متخلص بہ سلیم

عنوانہای تاریخی

کدخدا شد علی حسن اکنون ٨٨ ١٢ فصلی	گشت عقد سلیم مہر حسا ٩٨ ١٢ھ

قطعه

چون میر علی حسن به تمکین — بر مسند عقد خویش بنشست
از برگ زبان نسیم شهرت — در عرصهٔ گلشن جهان جست
از نکهت روح بخش گشتم — سرور کمال بلکه بدمست
گلچین خیال من در انحال — گلدستهٔ نغز سال و مه بست
تا نذر کنم به پیش نواب — کو والی با وقار من هست
ای شاخ قلم نما بهارش — شمشاد بیاسمین به پیوست ۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ عقد هر دو شادی نتیجهٔ فکر عالی ذکر مولوی سید محمد مبین صاحب آنریری اسپیشل مجسٹریٹ ضلع سهارنپور سلمه الله تعالی

تا ابد بادا مبارک ای کریم — از دواج مهر و ماه سروری
شادی دو یوسف کنعان حسن — گشته بادو غیرت حور و پری
همدگر بستند عقد دلکشا — بر طریق سنت پیغمبری
بر امیر الملک مامسعود باد — آنکه او هست آفتاب داوری
آن سلیمان شوکت و دارا حشم — زیر فرمانش سپهر چنبری
ز آستانش شان رفعت پست شد — اوج می خندد به بام قیصری
پیش او فرمانروایان را مدام — هست در بر جامهٔ فرمانبری
ز امیران عالی مرتبت — کیست تا بندد خیال همسری

آن جلی بند ست راسے روشنش | شد دگر خاتون عالم زاوری
سال تاریخش متاع فکر شد | در زمان سعد با نیک اختری
گفت ہاتف با مبین خیرخواہ | اے بہم گردید ماہ و مشتری ۱۲ھ

دیگر اردو

شادی ہے اک امیر کے دونو عزیز کی | موجود سب لوازم جاہ وحشم ہوے
اک مہر فضل دوسرا ماہ کمال ہے | فضل خدا سے دونون وہ عالی ہمم ہوے
خلعت بھی بخشتے خوان بھی اونکو عطا کی | خادم تمام مورد لطف وکرم ہوے
وہ جود وہ کرم وہ عطا اور وہ نوال | محتاج سب جہان کے اہل کرم ہوے
نواب مستطاب کے فرزند نامدار | نوشاہ جنکے مہبط فضل وکرم ہوے
گلبانگ تہنیت ہے بلند آسمان تک | اختر نثار او نیہ مثال درم ہوے
شادی کے اہتمام کو استاد دیکھکر | ایسی گھٹی کہ مردم چشم عدم ہوے
نواب نامدار وہ رتبہ ہے آپکا | جو سر بلند تھے پئے تسلیم خم ہوے
فضل وہنر مین آپکا ہمسر کوئی نہین | علم اسقدر ملا کہ جہانمین علم ہوے
سن سنکے شادیان تو نہایت ہوے مگر | حسرت یہی رہی کہ نہ موجود ہم ہوے
تھی فکر اے مبین مجھے تاریخ عقد کی | آئی ندا یہ آج دو اختر بہم ہوے ۱۲۹۸

بزم مشاعرہ

بعد ختم این نامہ اتفاقاً در بزم سخن سنجان بر سبیل تذکرہ این مصراع حضرت شیفتہ سے آپکو بھولے ہم اونکی یاد مین + برزبان منشی محمد صاحب حسین صاحب متخلص بہ صبا گزشت چون این مصرعہ پسند خاطر بزم آرایان افتاد آنرا مصراع طرح

طرح گرفته سخن سنجانرا بطبع آزمائی اشارت رفت چنانچه هر یکے از ایشان باندازهٔ فکر خود سمند نظم را در میدان اندیشه جولان داد ازانجا که ضبط این مشاعره مناسب نبود گفتار هر یکے را نقطهٔ انتخاب زده در پایان این نگارش جلوه داده شد نخستین نقشی بدیع که از خامهٔ جادو نگار مهین برادر گرامی قدر سید نور الحسن خان بر کرسی وزن نشسته تماشا کردنی ست و آن اینست

کیا رکھا ہے قصۂ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
کیا مبارک فکر آب و دانہ تھی — صید آیا قبضۂ صیاد مین
کیون نہون غم سے کسی کے بہرہ مند — شادیان ہین خاطر ناشاد مین
اقتضائے عاشقی کو کیا کرون — ورنہ پنہان شکر ہے فریاد مین
جس نے یہ گلشن بنایا ہے اوسے — کچھ بلا کی مشق ہے ایجاد مین
زاہدون سے وعدہ اور ہمکو عطا — دخل ہے کسکو خدا کی داد مین

ہمکو ہے جس سے ارادت اے کلیم
دوسرا اوس سا نہین ارشاد مین

سپس محرر سطور سلیم گام به تنگنای سخن گشاد و ابیات چند بدست قلم داد

عمر یون کاٹی کسیکی یاد مین — شام نالہ مین سحر فریاد مین
کیا ہوا قد کے مقابل گر ہوا — بات تیری سی کہان شمشاد مین
ہم اسیران محبت کا ہی گھر — یا قفس مین یا کف صیاد مین
شوق نے اب اور مضطر کر دیا — چٹکیان لیکر دل ناشاد مین
خفتگان خاک سمجھے صور حشر — کیا قیامت تھی مری فریاد مین
کیون نہ تڑپون شوق سے ہنگام قتل — لطف آتا ہی تری بیداد مین
قتل مشتاق شہادت کیجیے — دیکھیے خنجر کف جلاد مین

تم نہ آئے تو بھی پلک چرچا رہا — لگ گئی شب نالہ و فریاد مین

چھوڑ دو الفت بتون کی ای سلیم
دل لگاؤ اب خدا کی یاد مین

بعدہ چمن پیرائے الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین صاحب صبا سہسوانی عندلیب خامہ را بہ انشا و نغمہ ہای شیرین آورد و از ہمصفیران گو سبقت برد

کیا رہا ہے یہہ کسیکی یاد مین — شوخیان آئین دل ناشاد مین
کھینچتے ہی اونکی ابرو کی شبیہ — کھنچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
کہکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے — ملگیا شیون مبارکباد مین
کہتے ہین ضد سی کرینگے او ظلم — دیکھین کیا کیا ہین ستم فریاد مین
ڈہونڈہتے تھے طور پر جو کچھ کلیم — ہے وہ اک شوخ ستم ایجاد مین
پڑگیا کس سخت جان سے واسطہ — دم نہین ہے خنجر فولاد مین
دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا — ہوگیا تمسا تمہاری یاد مین
بنگئے وہ رنگ گردون کا اثر — جو تلون تھے ستم ایجاد مین
داد خواہی کون محشر مین کرے — ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

اے صبا مین اور خوشامد غیر کی +
بھول اوٹھا سب کچھ کسیکی یاد مین

غزل دیگر بطرز اہل لکھنؤ

مرغ گویائے چمن کی یاد مین — لعل اوگلے خانہ صیاد مین
اے گنہگاران الفت شاد ہو — تیغ پہونچی قبضہ جلاد مین

پاؤن پھیلانے لگا شوقِ جنون ‏ ‏ دیکھکر بیڑی کفِ حدّاد مین

آئے کیا راحت ٹھکانا ہی نہین ‏ ‏ بھر گیا ہے غم دلِ ناشاد مین

حشر ڈہاتے ہین اسیرانِ چمن ‏ ‏ ہے قیامت خانۂ صیاد مین

تیرے قد سے ہمسری کرنے لگا ‏ ‏ شاخ اب کیا لگ گئی شمشاد مین

کیا اوڑین اوس سے حسینانِ جہان ‏ ‏ وہ پری پیکر ہے آدم زاد مین

آج ڈہایا سخت جانی کا غرور ‏ ‏ زور تھا یہ بازوی جلاد مین

بات کہتے کہتے بوسہ لے لیا ‏ ‏ تم بھی کامل ہو صبا ایجاد مین ✢

دیگر سید جمیل احمد جمیل سہسوانی بہ نواسنجی این غزل پردہ گوش سامعان نواخت

تنگ کیون ہے خاطرِ ناشاد مین ‏ ‏ جی نکل جاتے کسیکی یاد مین

شوخیان ہین جو تری بیداد مین ‏ ‏ وہ کہان چرخِ ستم ایجاد مین

ضعف سے یان لب بھی ہل سکتے نہین ‏ ‏ کیا کرین گر ہے اثر فریاد مین

گر نہ کچھ ہم سے رکاوٹ تھی تو پھر ‏ ‏ فرق کیون آیا تری بیداد مین

واہ کیا شوقِ شہادت ہے کہ ہم ‏ ‏ دبتے ہین خنجر کفِ جلاد مین

بے سبب خاموشی زاہد نہین ‏ ‏ بنگیا ہے بت خدا کی یاد مین

مٹ گیا سب سخت جانی کا غرور ‏ ‏ جاتے جاتے کوچۂ جلاد مین

کیا سماتی شادیِ مرگِ عدو ‏ ‏ تھا ہجوم غم دلِ ناشاد مین

درد سے اسکے بہل جاتا ہے جی ‏ ‏ اور نہ تو کیا ہے دلِ ناشاد مین

ق

کہتے ہین وہ نام پر مرتے ہین سب ‏ ‏ مرنے والے عالم ایجاد مین

نام جسکا قیس ہے دیوانہ تھا ‏ ‏ سوڑ چڑا پن تھا فقط فرہاد مین

یا ئیگا طرزِ صبا کیونکر جمیل
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

دیگر سرخوش صہبائے سخن دلکش منشی ارشاد احمد میکش از مضامین رنگین بادۂ گلگون بکام جان ریختہ

گر نہو ضبط نفس فریاد مین — ہو جوابِ آسمان بیداد مین
تیری چشم سرمہ سا کی یاد مین — قہر کی چپ ہے مری فریاد مین
یہان بڑہا جون جون مجھے ذوقِ ستم — وہان کمی ہوتی گئی بیداد مین
حشر کہتے ہین جسے تحقیق ہے — تیری ٹھوکر مین مری فریاد مین
حضرتِ واعظ بجا جو رزنکا وصف — کسکو شک ہے آپکے ارشاد مین
میرے سینہ سے نہ نکلے گا کبھی — دم ہے جب تک خنجر جلاد مین
عشق مین تیری رقابت ہی ہم — دلبرانِ خلخ و نوشاد مین
سخت ہی وہ بھی مگر نسبت کوئی — تیرے سنگین دل مین اور فولاد مین
روز محشر سی ہزارون شام ہین — عشق کی قیدِ ابد میعاد مین
کسکو کہتے ہین قفس اور دام کیا — قید ہون مین الفت صیاد مین

شیفتہ کا رنگ میکش اور مین
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

بعد ازان عزیز مصر نازکخیالی محمد عبد العزیز عزیز بھوپالی تلمیذ افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب شہید زلیخای مضامین بحسن معانی آراستند

حور ہو تم گلشن ایجاد مین — ورنہ یہ حسن اور آدم زاد مین

آج اوسکا بھی ہوا خون یا نصیب
ایک حسرت تھی دلِ ناشاد مین

کیا کہون حالِ چمن اے ہمصفیر
آنکھہ کھولی خانۂ صیاد مین

کچھہ نہین تو گالیان ہی دیجیو
لطف ہو کوئی نیا ارشاد مین

بوسونکی تکرار پر کہتے ہین وہ
پڑگئی بھول آہ کیون تعداد مین

کون ہے اسوقت مین اپنا رفیق
ایک دل سو بھی کسیکی یاد مین

وِرد ہے نام اک صنم کا اے عزیز
کوئی جانے ہین خدا کی یاد مین

سپس منشی مقبول احمد مقبول بقبول نقد بضاعت سخن فن شعر را مایۂ اعتبار بخشید

جب سے مشق اونکی بڑھہ ہی بیداد مین
ایک مین کیا خلق ہی فریاد مین

کب تھے جوہر تیشۂ فرہاد مین
محضرِ خون تھا خطِ جلاد مین

کھینچے گر ابروے قاتل کی شبیہہ
ہو قلم خنجر کفِ بہزاد مین

مرگیا مین اسقدر شادی ہوئی
اونکے آنے کی مبارکباد مین

ہے مری فریاد قمری کی صدا
عشق قد غیرتِ شمشاد مین

کسطرح حاصل نہو دلکی مراد
گھر ہمارا ہے مرادآباد مین

جور ہے کسواسطے مقبول پر
کیا ہے ظالم فائدہ بیداد مین

بعدہٗ نقد سخن را عیار کامل محمد علاؤالدین بسمل جواہر سخن را بسلک نظم کشید

دم مرا نکلے تمہاری یاد مین
ہے یہہ ارمان خاطرِ ناشاد مین

آکے بالین پر مرے کہتے ہین وہ
کیا یہہ مرتا ہے کسیکی یاد مین

جی تڑپتا ہے لگی کبھی نظر | رک گیا نالہ دلِ ناشاد مین
مخلصی مشکل ہے اب تو مرغ دل | پڑ گیا ہے پنجۂ صیاد مین

درد کا گھر سینۂ بسمل بنا
راتدن کی نالہ و فریاد مین

تقریظ بزم سخن از کمترین خلایق احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

در بزم سخن سنجان گلدستۂ کہ آب و رنگ معانی بخشد حمد بہار پیرای گلشن ایجاد است و شمعیکہ انجمن سخنوران را نور جاوید دہد ستائش باغبان چمن مراد است کہ مشعل گل افروختۂ اوست و متاع صبر بلبل سوختۂ او دیدۂ نرگس چمن بانوارش روشن و جعد سنبل بہوایش رشک ختن اگر بپای سرو آزاد موج آیند زنجیر نمی شد براہش پای شوق می کشاد و اگر قمری را طوق گردن سر در گلو نمی ریخت سرود بستان یاد میداد **مثنوی منہ**

اے نور دہ چراغ بینش | روشن کن بزم آفرینش
پروانہ و شمع از تو در سوز | حسن تو بعاشقان نظر سوز
افروختۂ تو عارض گل | آتش زدۂ بجان بلبل
تو نقش بباغ می نگاری | از شاخ شگوفہ می بر آری
ہر لالہ کہ آتشین بہار است | از خامۂ صنع یادگار است
شگفتی تو بسبزہ گوہرے چند | الماس و زمرد از تو دلبند
از رنگ گل و فغان بلبل | حسن تو بباغ میکند گل

و درود نامحدود بر بزم افروز سخن کن فیکون کہ وجودش اصل موجودات است و ذاتش خلاصۂ کائنات در بزم سخن شمع انا افصح العرب والعجم نور جاوید بخشید و کاشانۂ معانی را بچراغ اوتیت بجوامع الکلم روشن گردانید فصیحان عرب پیش او با وجود

شیوا بیانی چون پیکر تصویر خاموش و زبان آوران تلخکام شیرین گفتارش حلقه در گوش مثنوی منه

شاه دو جهان گلیم پوشے — خود آب حیات و زهر نوشے
امی لقب و علوم دانے — از نون و قلم دو حرف رانے
در ملک عرب شه جهانگیر — لعل دهنش چو شکر و شیر
طوطی نشان فداش بودند — پیش شکرش ز لب کشودند
هم حرف شکر فروش میراند — هم امی و صد کتاب میخواند
شیرین سخنے و هم ملیحے — نامد دگرے چو او فصیحے

اما بعد پائین نشین بزم سخن **صوفی** برهمن که رحیق سخن در پیمانهٔ دلش جوش میزند و نشهٔ معانی بدماغش راه عقل و هوش ٥ منه

در بزم سخن منم چراغے — افروزم ازان چراغ داغے
روشن شوم از سواد نامه — گوهے بکنم ز کاه خامه
از کلک من است زخم و مرهم — تا سور فروشم و جگر هم
از خامه کنم چو موشگافی — یک شعر بود به بزم کافی
از شعله چو خامه بر تراشم — دل خون کنم و جگر خراشم
از آتش دل زبان بشویم — تا گرم حدیث عشق گویم
شیرین سخنے ز عشق رانم — بر زخم کهن نمک فشانم

در بزم اهل مطالب بسخن آشنا میکند که سخن دل پسند متاعیست مشتری خیز و کلام جان نواز سرمایه ایست طرب انگیز آنرا که این گنج شایگان مید هند خسرو روزگار خویش است و آنرا که کلام شیرین نه بخشیده اند برنگ فرهاد خستهٔ دلریش آرے ٥

این سعادت بزور بازو نیست — تا نه بخشد خداے بخشنده

درین روزگار تیره و تار که خود سخن برنگ در یتیم در صدف گمنامی او فتاده بود و در

یاس و حرمان بر روے سخن سنجان کشادہ بود مسبب الاسباب سببے برانگیخت و بادۂ کامرانی در جام شعراے ماضی و حال بریخت کہ آوازۂ قدردانی سخن از شہر دار الاقبال بھوپال بلند گردید و شہرۂ آبرو افزائی قافیہ سنجان باکناف عالم فرارسید مردگان را جان تازہ و زندگان را مسرت بے اندازہ مید ہم کہ تذکرہ بزم سخن فراہم آوردۂ جناب شمع انجمن بلاغت بہار صبح گلشن فصاحت ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ طبع گردیدہ دیدۂ مشتاقان را منور گردانید و بچشم نظارگیان سرمۂ صفاہان کشید آفرین بر ہمت ہمایونش کہ این جریدۂ والا را چون لولوے لالا در رشتۂ ترتیب کشید و شعراے ماضی و حال را بکتاب خویش ہمسبق گردانید کلکش نفخۂ صور است کہ مردگان را در شور نشور انداخت و ہمہ را بصریر قلم اعجاز رقم زندۂ جاوید ساخت ہر صفحۂ این کتاب رنگین رنگین تر از چمن و ہر ورقش غیرت دہ یاسمین و نسترن سطرش چون جعد سنبل بہ تسخیر دلہا مائل و حروفش روشنگر سویداے دل آغازش باشعار رنگین راحت بخش دل ناشاد و انجامش بقطعات تہنیت و مبارکباد پیش ازین تذکرۂ صبح گلشن باشعار فارسی گرد آوردہ شعراے فارس را زندہ ساخت اکنون اردو گویان را از کنج خمول برآوردہ بوادی حیات ابدی انداخت تا ابر جودش بر کشت ہمہ ببارد و ہیچکس را برزمین تشنہ نگذارد بزم سخن کہ ترتیب دادۂ اوست اگر دران بزم ساعتے بہ نشینی بگلہاے مضامین رنگین بہار روضۂ رضوان بہ بینی الٰہی تا بزم سخن را از شمع معانی پرنور داری و تا سطر کہکشان بر صفحہ سپہر نگاری این بزم سخن مقبول انام و مطبوع طبائع خواص و عوام باد —

بالنبی و آلہ الامجاد این دعا از من و از جملہ خلایق آمین فقط

تمت

قصیدهٔ مرزا کمال الدین سنجر قزوینی شاگرد لسان الملک مرزا تقی سپهر

ماه من از در درآمد با دو زلف مشکبار — ماه را هرگز ندیدم مشک آرد در کنار
یکطرف بر سرو بسته دستهٔ سنبل ز ناز — یکطرف از خط نموده هاله بر مه آشکار
یکطرف بنشانده هندو در لب آب بقا — یکطرف آب بقا را کرده لعلش شرمسار
یکطرف بنموده رو را کرده گیتی را ختن — یکطرف بگشوده مو را کرده گیهان را تتار
یکطرف غوغا نمودی از غرور حسن خویش — یکطرف کردی پریشان اندو زلف تابدار
یکطرف دادی فریبم کاین مرا گنج ست و د — یکطرف بر گنج خوابانده دو پیچان شاهمار
گفتمش ای مرغ گلزار بهشتی راست گوی — گفت گویم زانچه می پرسی جوابی سازگار
گفتمش در بوستان از چیست باشد لاله داغ — گفت باشد لاله از گلگونهٔ من داغدار
گفتمش لب غنچه کن بگشای آغوش [illegible] — گفت پنداری ز من هم بوس خواهی هم کنار
گفتمش خط تو چون مور از ز مشک از بهر — گفت زلفم مار اگر از تار جان سازد نگار
گفتمش بینم سرینت را بخندم از طرب — گفت آری کبک خندد چون به بیند کوهسار
گفتمش زلف تو اندر چهر تو دانی که چیست — گفت اندر روم قومی از دیار زنگبار
گفتمش در سایهٔ زلفت رخت دانی که چیست — گفت ازکس گر نگوی آفتاب سایه دار
گفتمش بر قامتت زلف تو گویا عاشق است — گفت آری سرو را عاشق بود پیوسته مار
گفتمش از انتظارت جان بلب آمد مرا — گفت بنشین آنقدر تا می برآید ز انتظار
گفتمش آهوی چشمت از چه باشد شیر مست — گفت از آنره تا تواند کرد شیر نر اشکار
گفتمش از تو کنار و بوس میخواهد دلم — گفت اندر عیش صاحبزادگان کامگار
گفتمش ای ترک صاحبزادگان کیستند — گفت صاحبزادگان حضرت صدر کبار
گفتمش آن صدر اعظم کیست با من باز گوی — گفت آن صدری که باشد بر خلق روزگار

گفتمش از نام آن صدر مکرّم باز خوان ‏ ‏ گفت نواب امیر الملک میر نامدار

گفتمش آن کو ره ملت از وی شد مستقیم ‏ ‏ گفت آن کو پشت دولت گشته از وی استوار

گفتمش آن کو بنای عدل از او شد مرتفع ‏ ‏ گفت آن کو جیش ظلم از وی شدستی تار و مار

گفتمش برگوی صاحبزادگان را نام چیست ‏ ‏ گفت یک ناطق کلیم و یک سلیم با وقار

گفتمش یعنی کلیم آن صاحب طبع سلیم ‏ ‏ گفت آن کو طور دانش گشته از وی نور بار

گفتمش آن کو سلیم ست و بنطق همچون کلیم ‏ ‏ گفت آری از کلامش زنده جان هوشیار

گفتمش این خواستگاری را چه کس آمد شفیق ‏ ‏ گفت یک با ماه یک با مشتری گردید یار

گفتمش این عیش را ای ترک تاریخی بگوی ‏ ‏ گفت لفظ (خواستگاری) را بتاریخ اندر آر ۱۲۹۸ھ

گفتمش زین روی گیتی پر ز شور شادی ست ‏ ‏ گفت هان زین روی گیهان گشته خرم چون بهار

حوریان گویی پریشیدند زلف عنبرین ‏ ‏ خیز سوی بوستان با دوستان پای گذار

بارگاه شاهی آمد گلستان از روی گل ‏ ‏ کارگاه مانی آمد گلشن از نقش و نگار

در بن هر سرو میرقصد ز شادی فاخته ‏ ‏ در سر هر شاخ گل از وجد می خندد هزار

کبک از شادی بود مشغول در قهقه زدن ‏ ‏ چهچه بلبل رباید هوش مغز هوشیار

بسته بر زلف بنفشه شاکیانی سلسله ‏ ‏ کرده در گوش شقایق خسروانی گوشوار

در بن هر شاخساری گلعذاری جلوه گر ‏ ‏ جانب هر مرغزاری مرغ زاری نغمه سار

چون شنیدم این خبر از وی بصد وجد و نشاط ‏ ‏ هان بپا کردم بساطی چون بهشت کردگار

مجلسی بر پا نمودم با هوای عود و دور روز ‏ ‏ محفلی آراستم با ارغوان و چنگ و تار

زهره در آن بزم آمد چون نکیسا چنگ زن ‏ ‏ باربدسان مشتری مشغول مزمار و ستار

یکطرف غوغای رود و یک طرف افغان عود ‏ ‏ یکطرف ادای کبک و یکطرف آواز سار

یکطرف صوفی ز روی شوق در وجد و سماع ‏ ‏ یکطرف عارف ز روی ذوق آمد شادخوار

گفتم ای ساقی ز جا خیز و بده جام شراب ‏ ‏ آنکه از رشک خط تو مشک باشد سوگوار

گیسوی خود برکشا بنمای مغز م عنبرین — عارض خود را نما بنمای چشم لاله زار

برزنم دستی بزلفت تا که از هر تار او — همچو تار چنگ خیزد ناله افغان و زار

چون کشائی زلف ترسم می بریزد بر زمین — یکجهان دل بیخبر از هر شکنجش بیقرار

ساقیا ای ترک سیمین ساق از روی نشاط — می گسارانرا ز روی مهربانی می گسار

زان شراب آور که گر نوشند زوی دو ماه پیر — از طرب بیرون کشد از پیکر ضیغم دمار

زان شراب ناب آور کز فروغ باده اش — راز قلب مور بیند کور اندر شام تار

سرخوشم بنما از آن باده که از روی شغف — تهنیت آرم به نزد آسمان اقتدار

سرخوشم بنما چنان کز روی اخلاص و ادب — باز خوانم چامهٔ در مدح امیر نامدار

را دامیر الملک عالی رتبه صدیق حسن — خان والاجاه یعنی آسمان افتخار

آفتاب گیتی آرای سپهر داوری — اردشیر شیردل اسکندر دارا وقار

عارضش پرتو انوار گیتی در یمین + — خاطرش را خازن اسرار غیبی در یسار

باکف دش مخزن بذل چون می در نشاط — در دل شادش مقر عدل چون یک در هزار

ما نقش گر نویسم خامه گردد مشکبیز — نقش جودش گر نگارم چامه گردد زرنگار

ایکه اعوان تو دایم باد با عشرت قرین — ایکه اعدای تو دایم باد بر محنت دوچار

بحرت اندر آستین یا هست دست زرفشان — برقت اندر زیر زین یا هست خنگ راهوار

از تو یک راکب بگو گیتی شود بیراز کوب — وز تو یک راجل بگو گیهان شود بیراز سوار

تیغ و بخت تو نزار و فربه آمد در نظر — ملک از آن سمین و خصم تو از این گردد نزار

گر به بحر ژرف از رحمت فرود آری نظر — قطره هایش در شبه گردد چو در شاهوار

چشمهٔ شمشیر خون ریز تو هنگام مصاف — هست برقی بحر پیما یا که ابر شعله بار

برق تیغ تو اگر آتش فشان گردد بقهر — سبزه از پاسش نروید هرگز اندر جویبار

آسمان آسا سم اسپ تو در گاه جدال — بر رخ خورشید بنویسد همین خط غبار

گویم ار از صولتت غوغا فتد در کاشغر
خوانم ار از هیبتت افغان شود در قندهار

با دو چشم خصم جا هست تیر جانگاه تو کرد
انچه تیر تهمتن با دیدهٔ اسفندیار

سیم سنگین سنگ را در روز بزمت گاه بذل
با جوی الر انبار دهی کس اندر شمار

هر کسی نازد بلطف پادشاه عصر خویش
منت ایزد را که ذات تست فخر شهریار

وقت مهرت از هوا خیزد نسیم عنبرین
گاه قهرت از سحاب آتش فشان جوشد بخار

شعر سنجر گشته چون جودت بگیتی مشتهر
گوئیا این هر دو جاری باشد از یک چشمه سار

نے خطا گفتم نباشد شعر من چون جود تو
در میان این و آن پیداست فرق بیشمار

چشمه سار شعر من مانا دوات است و قلم
جویبار جود تو باشد کف گوهر نثار

زنده از سرچشمهٔ جود تو باشد خاص و عام
تازه از سرچشمهٔ شعرم دل ان هوشیار

من ز علم شعر باشم بر ادیبان مفتخر
تو ز فضل جود داری بر شهان افتخار

چشمه سار جود تو از شعر شاعر بے نیاز
فیض او عام است بر هر کس زمین گر دگا

چشمه سار شعر من محتاج فیض عام تست
شعر من باشد بجود حضرتت امیدوار

جود تو چون آفتاب و شعر من باشد چو ماه
ماه از خورشید میدارد شعاع مستعار

تو ز جود خود ببخشی بر من انعام و صله
من ز شعر خود نمایم خوشه پروین نثار

گر ردیف شعر سنجر شد مکرر باک نیست
این مکرر مرز جودت کرده ام بر خود شعار

تا فروزان باشد اندر گلستان رخسار گل
جمله ایام تو باشد شادمانی را دثار

داور را دایم کلیمت باد جان بخش از کلام
سرور را دایم سلیمت با سلامت یار

مرغزار دشمنانت باد یکسر مرز غن
مرز غن بر دوستانت باد یکسر مرغزار

تمت